بجٹ تقریر 2014-15

سینیٹر محمد اسحاق ڈار

وفاقی وزیر برائے خزانہ، مالیات، اقتصادی امور،

شماریات اورنجکاری

قومی اسمبلی 03 جون 2014

☆☆☆

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

☆☆☆☆

حصہ اول

جناب اسپیکر!

1۔ موجودہ جمہوری حکومت کا دوسرا بجٹ پیش کرتے ہوئے میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکرگزار ہوں کہ اُس نے اپنے خصوصی کرم سے پچھلے بجٹ میں پیش کی گئی ہماری پالیسیوں اور اقدامات کو بے پناہ کامیابی عطا فرمائی ہے۔ یہ کامیابی جمہوری عمل کا نتیجہ بھی ہے جس کی بنا پر لوگوں کو اپنے نمائندوں کا انتخاب کرنے کا موقع ملا۔اور اب اُن کے نمائندے عوام کی امیدیں پوری کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کر رہے ہیں۔

2۔ معاشی جدوجہد کے اس سفر کے آغاز میں ہمیں ایک شکستہ معیشت(Broken Economy) کی بحالی کے Challenge کا سامنا کرنا پڑا۔ ہم نے معیشت کی بحالی کے لیے اقتصادی اصلاحات کے ایک جامع ایجنڈے پر عملدرآمد شروع کیا تاکہ معاشی ترقی میں اضافہ ہو، قیمتوں میں استحکام لایا جائے، نوجوانوں کو روزگار ملے اور ملک کے ٹوٹے پھوٹے انفراسٹرکچر کو نئے سرے سے تعمیر کیا جائے۔وزیراعظم محمد نوازشریف نے دوراندیشی، دلیری اور سیاسی بالغ نظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے مشکل فیصلے کیے جوکہ ملکی اقتصادی صحت کی بحالی کے لیے لازمی تھے۔ میں انتہائی عاجزی سے کہنا چاہوں گا کہ ان مشکل فیصلوں کی بدولت آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے نہ صرف ملکی معیشت بحال ہو چکی ہے بلکہ استحکام اور ترقی کے راستے پر گامزن ہے۔ الحمدللہ۔

میں یہ دعویٰ ہرگز نہیں کروں گا کہ ہم نے آسمانوں پر کمند ڈال لی ہے یا اپنے پیشِ نظر تمام منزلیں طے کر لی ہیں، لیکن میں اللہ تعالیٰ کے احساسِ تشکر کے ساتھ انتہائی عاجزی کے ساتھ، اس معزز ایوان کو ضرور آگاہ کرسکتا ہوں کہ آج کا پاکستان، ایک سال پہلے کے پاکستان سے کہیں زیادہ توانا، کہیں زیادہ صحت مند اور کہیں زیادہ روشن ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ روشنی کا یہ سفر جاری رہے گا۔لیکن اب تک کی کامیابی سے ہم تساہل اور غیرضروری اطمینان میں مبتلانہیں ہو رہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہماری حقیقی منزل ابھی دور ہے۔ لہٰذاہمیں مسلسل جدوجہد اور مستقل مزاجی کے ساتھ مزید آگے بڑھنا ہو گا تاکہ ہم دنیا کی قوموں میں عزت اور وقار کا وہ مقام حاصل کر لیں جو ہماری صلاحیت اور اہلیت کے مطابق ہے۔یہ ایک قومی ایجنڈا ہے اور ہمیں اُمید ہے کہ اس کے حصول میں پارلیمنٹ کے دونوں اطراف سے ہماری رہنمائی کی جائے گی اور مفید مشورے دیئے جائیں گے۔

مالی سال 14-2013 کی معاشی کارکردگی کا جائزہ

جناب اسپیکر!

3۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے چند اقتصادی اشاریے پیش کرتا ہوں جو رواں مالی سال کے

Latest اعدادوشمار پر مشتمل ہیں اور یقیناً معیشت کی بحالی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(1) **معاشی ترقی کی رفتار** جو گذشتہ پانچ برسوں میں اوسطاً 3 فیصد کے قریب رہی، حالیہ اندازے کے مطابق بڑھ کر 4.14 فیصد ہوگئی ہے۔گذشتہ 6 برسوں میں معاشی ترقی کی یہ بہترین شرح ہے۔

(2) **فی کس آمدنی** میں گذشتہ ایک سال میں 3.5 فیصدکی شرح سے اضافہ ہوا جو 1339 ڈالر فی کس کی سطح سے بڑھ کر 1386 ڈالر فی کس ہوگئی ہے۔

(3) **صنعتی شعبہ(Industry)** جس میں گذشتہ سال جولائی سے فروری کے دوران صرف 1.37 فیصد ترقی ہوئی تھی، اُس میں بجلی کی بہتر فراہمی اور گیس سپلائی کی بہتر مینجمنٹ کی بدولت 5.84 فیصد کی شرح سے ترقی ہوئی ہے۔ یہ ترقی گذشتہ 6 برسوں کی بلند ترین شرح ہے۔

(4) **افراطِ زر(Inflation)**: ٹیکسوں اور توانائی کی قیمتوں میں اضافے کے مشکل اور تکلیف دہ مگر ضروری فیصلوں کے باوجود جو کہ گذشتہ حکومت نے ایک عرصے سے التوا میں ڈالے ہوئے تھے، جولائی۔مئی 14-2013 کے دوران افراطِ زر (Inflation) کی شرح 8.6 فیصد رہی جو ہماری حکومت سے پہلے کے 5 سالوں میں اوسطاً 12 فیصد تھی۔

(5) **FBR Revenues** جن میں 13-2012 میں فقط 3 فیصد اضافہ ہوا تھا، موجودہ سال کے پہلے 11 ماہ کے دوران 16.4 فیصد کی شرح سے بڑھتے ہوئے 1,679 ارب روپے سے بڑھ کر 1,955 ارب روپے ہو گئے۔

(6) **مالیاتی خسارہ(Fiscal Deficit)** جو جولائی۔اپریل13-2012 کے دوران 5.5 فیصد رہا، موجودہ سال کے اسی عرصے کے دوران کم ہوکر 4 فیصد رہ گیا۔یہاں میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں مالی سال 13-2012 کے Revised Estimates میں یہ بتایا گیا تھا کہ مالی خسارہ 8.8 فیصد ہو گا۔ ہم اس سے چند

روز پہلے ہی حکومت میں آئے تھے لیکن پھر بھی جون 2014 کے 3 ہفتوں میں ہم نے اخراجات میں اعتدال لانے کی سرتوڑ کوششیں کیں جس کے نتیجے میں حقیقی خسارہ کم ہو کر 8.2 فیصد تک ہو گیا تھا۔ رواں مالی سال کے لیے مالی خسارے کا ہدف کم کرتے ہوئے 6.3 فیصد تک لانا تھا۔لیکن ہم خسارے کو 5.8 فیصد تک لے آئے ہیں جو کہ ایک شاندار کامیابی ہے۔

(7) **نجی شعبے** کو ملنے والا قرضہ جو یکم جولائی 2012 سے 9 مئی 2013 کے دوران 92.5 ارب روپے رہا، اس سال کے اُسی عرصے کے دوران بڑھ کر 296.4 ارب روپے ہو گیا۔ یہ 218 فیصد کا اضافہ ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے کہ نجی شعبے کی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومت کے اسٹیٹ بنک اور دیگر بنکوں سے لیے جانے والے قرضوں میں خاطر خواہ کمی آئی ہے جو پچھلے برس کے 417 ارب روپےٍ کی حد سے کم ہو کر رواں مالی سال میں منفی 11 ارب روپے پر آ چکے ہیں۔

(8) **برآمدات(Exports)** جو گذشتہ برس جولائی اور اپریل کے دوران 20 ارب 10 کروڑ ڈالر تھیں رواں مالی سال کے اسی عرصے میں بڑھ کر 21 ارب ڈالر ہو گئیں جو کہ 4.24 فیصد کا اضافہ ہے۔

(9) **درآمدات(Imports)**: مالی سال 14-2013میں جولائی سے اپریل کے دوران درآمدات 37.1 ارب ڈالر رہیں۔ جو کہ پچھلے سال کے 36.7 ارب ڈالر سے صرف1.2فیصد زیادہ ہیں۔ تاہم مشینری کی درآمدات میں 11فیصد کا متاثر کن اضافہ ہوا ہے جو کہ سرمایہ کاری میں اضافے کی نشاندہی کرتا ہے۔

(10) **ترسیلاتِ زر(Remitences)** جو مالی سال 13-2012 میں جولائی۔اپریل کے دوران 11 ارب60 کروڑ ڈالر رہیں، اُن میں رواں مالی سال کے پہلے 10 ماہ میں 11.5 فیصد کی شرح سے اضافہ ہوا۔ جو بڑھ کر 12.9 ارب ڈالر ہو گئیں۔

میں اس شاندار اضافے پر بیرون ملک مقیم پاکستانی بہن بھائیوں کو سلام پیش کرتا ہوں جو ملکی معیشت میں ایک نہایت اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

(11) **شرح مبادلہ(Exchange Rate)** میں شروع شروع میں قیاس آرائیوں، عالمی مالیاتی ادارے کا قرضہ ادا کرنے کے لیے ہونے والی بھاری ادائیگیوں اور زرِمبادلہ کے کم ہوتے ہوئے ذخائر کی بنا پر کچھ دیر کے لیے عدم استحکام آیا تھا۔قیاس آرائیاں کرنے والوں نے سوچا تھا کہ وہ شرح مبادلہ کے ساتھ خطرناک کھیل کھیلتے رہیں گے اور حکومت ماضی کی طرح Status Quo پر چلے گی۔3دسمبر 2013 تک وہ شرح مبادلہ کو تقریبا 111 روپے فی ڈالر تک لے گئے۔ یہ کسی طرح بھی قابل قبول نہیں تھا کیونکہ اس کا کوئی معاشی جواز نہیں تھا۔ ہم نے اس کا سخت نوٹس لیا اور زرِ مبادلہ کے ذخائر میں استحکام لانے کے لیے سنجیدہ کوششیں کیں اور بنیادی اقتصادی اشاریے بہتر بنائے۔3دسمبر2013 سے اب تک روپے کی قدر میں تقریباً 11 فیصد تک کا اضافہ ہو چکا ہے۔ گذشتہ 3 ماہ سے ڈالر کے مقابلے میں روپیہ 98 اور 99 کی سطح پر مستحکم ہے۔شرح مبادلہ کا استحکام اقتصادی استحکام کا سب سے اہم اشاریہ ہے کیونکہ یہ دیگر معاملات مثلاً قیمتوں اور پیداواری لاگت کو بھی متاثر کرتی ہے۔مستحکم زرِمبادلہ ہی مستحکم معیشت کی بنیاد ہے۔

(12) **زرِ مبادلہ کے ذخائر(Forex Reserves):** اسٹیٹ بنک کے پاس زرِمبادلہ کے ذخائر جون 2013 میں کم ہو کر فقط 6 ارب ڈالر رہ گئے تھے جن میں 2ارب ڈالر تو صرف کرنسی کے ایک تبادلے (Currency Swap) کی بنا پر حاصل ہوئے تھے جن کی ادائیگی اگست2013 میں ہونا تھی۔اس کے علاوہ قرضوں کی عام ادائیگیاں اور 3 ارب20 کروڑ ڈالر کے عالمی مالیاتی ادارے(IMF) کے قرضے کی ادائیگی بھی مالی سال کی پہلی ششماہی میں ہونا تھیں۔10 فروری 2014

کو زرِمبادلہ کے ذخائر مزید کم ہو کر 7 ارب 58 کروڑ ڈالر رہ گئے تھے جن میں سے اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذخائر صرف2ارب 70 کروڑ ڈالر تھے۔ جبکہ 4ارب 88 کروڑڈالر کمرشل بینکوں کے تھے۔ بہت سے لوگ کہہ رہے تھے کہ پاکستان ڈیفالٹ (Default) کر جائے گا اور اپنے قرضے ادانہیں کر سکے گا۔ ہم نے بلندی سے گرتی ہوئی معیشت کو بچایا ہے اور اس کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا ہے۔زرِمبادلہ کے ذخائر اب محفوظ سطح تک پہنچ گئے ہیں اور معیشت کو اِن سے کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے۔ اس سلسلے میں آگے جا کر میں کچھ اور گذارشات پیش کروں گا۔اس وقت زرِمبادلہ کے ذخائرتقریباً 13 ارب50 کروڑ ڈالر ہیں۔ جلد ہی یہ بڑھ کر 15 ارب ڈالر ہو جائیں گے۔جو کہ 31 دسمبر2014 تک ہونا تھے۔ انشاء اللہ ہم یہ ہدف وقت سے بہت پہلے حاصل کر لیں گے۔

(13) کراچی سٹاک ایکسچینج کا انڈیکس جو 11 مئی 2013 کو انتخابات کے روز 19,916 تک پہنچ چکا تھا، 29 مئی 2014 تک بڑھ کر 29,543 ہو گیا ہے۔ یہ 46فیصد کا اضافہ ہے۔ اور اس کی بنا پر روپے اور ڈالر کے حساب سے Market Capitalization میں تقریباً 39 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

(14) نئی کمپنیوں کا اجراء جو گذشتہ برس جولائی سے اپریل کے دوران 3,212 ریکارڈ کیا گیا تھا اس برس کے اُسی عرصے میں 13.79 فیصد کے حساب سے بڑھ کر 3,655 ہو گیا ہے۔

یہ کامیابی وزیراعظم نواز شریف کی قیادت،اِس معزز ایوان کی رہنمائی اورعوام کی پذیرائی کی وجہ سے ممکن ہوسکی ہے اورسبھی اس پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

4۔ ہم نے کچھ ایسے نتائج بھی حاصل کیے ہیں جو گذشتہ 5 سے7 سالہ مدت میں کوشش کے باوجود حاصل نہ ہو سکے۔

(1) **یوروبانڈ(Euro Bond)**: 08-2007 سے ہر سال یوروبانڈ کے ذریعے زرِمبادلہ حاصل کرنے کا پروگرام بنایا جاتا رہا۔ مگر ہر سال غیرتسلی بخش معاشی کارکردگی کی بنا پر یہ کوشش ترک کر دی جاتی۔ 2011 میں تو ایسا بھی ہوا کہ Road Shows کے بعد مارکیٹ میں پاکستانی بانڈ کے لیے عدم دلچسپی اور اس کی طلب میں کمی کی بنا پر ہماری ٹیم اسے درمیان میں ہی چھوڑ کر واپس آ گئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے یوروبانڈ جاری کرنے کی ہماری حکومت کی کوششوں کو پہلے سال میں ہی بے پناہ کامیابی ملی ہے۔ معاشی استحکام حاصل کرنے کے فوراً بعد ہم نے بین الاقوامی Capital Market سے وسائل حاصل کیے ہیں۔ ہم نے فقط 500 ملین ڈالر کا ہدف مقرر کیا تھا۔ تاہم جب ہم نے 7اپریل2014 کو Road Shows مکمل کیے اور سرمایہ کاروں کو اپنی پالیسیوں اور اب تک حاصل ہونے والی کامیابیوں کے حوالے سے معلومات فراہم کیں تو انہوں نے غیرمعمولی دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ ہمارے 500ملین ڈالر کے ہدف کے مقابلے میں سرمایہ کاروں نے ہمیں 7 ارب ڈالر کی پیشکشیں کیں جو کہ اصل ہدف سے تقریباً14 گنا زیادہ تھیں۔ اس غیرمعمولی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ہم نے اس میں سے 2ارب ڈالر کی پیشکشیں قبول کر لیں۔ سرمائے کے حصول کی قیمت عالمی اور مقامی شرح سے کافی کم رہی۔ اس طرح حاصل ہونے والے عالمی وسائل کی بنیاد پر ہمیں زیادہ مہنگا مقامی قرضہ اتارنے میں مدد ملی اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا اس طرح نجی شعبے کو قرضہ حاصل کرنے کے لیے زیادہ وسائل میسر آ گئے۔

(2) **Program Lending کا دوبارہ آغاز**: ایک طویل عرصے سے اور IMF کے ایک سابقہ پروگرام پر عملدرآمد میں ناکامی کی بنا پر World Bank اور Asian Development Bank نے پاکستان کو Program Loans دینا بند کر دیے تھے۔ یہ قرضے، خصوصاً عالمی بنک کے سستے قرضے، بجٹ سپورٹ اور ادائیگیوں کے

توازن کے لیے زرمبادلہ کے وسائل کی دستیابی کے لیے دیے جاتے ہیں۔حکومت کی شاندار معاشی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ان مالی اداروں کا جب پاکستان کی معیشت پر اعتماد بحال ہوا تو پھر اس سال ہمیں توانائی کے شعبے کی اصلاحات اور معاشی مسابقت اور شرحِ نمو(Growth)بڑھانے کے لیے اصلاحات کی مد میں1 ارب40 کروڑ ڈالر کے Program Loans ملے ہیں۔

(3) **سپیکٹرم لائسنس کا نیلام:** 3Gاور 4G کے ریڈیو سپیکٹرم لائسنس کی کامیاب Auction ہماری حکومت کی ایک اور قابل ذکر کامیابی ہے۔اس سلسلے میں بھی 10-2009 سے مسلسل بجٹ میں 50 سے 79 ارب روپے کا وعدہ کیا جاتا رہا مگر کبھی کامیابی نہ ہوسکی۔ ہم نے اس بولی سے حاصل ہونے والی رقم کا باقاعدہ تحقیق کے بعد تخمینہ بڑھا کر14-2013 کے بجٹ میں 120 ارب روپے کر دیا تھا مگر پھر بھی ہم یہ بڑا ہدف حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ نہ صرف یہ کہ ہم اس بولی کے لیے طے کی گئی قیمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں بلکہ ہمارے پاس اب بھی 2مزید لائسنس باقی ہیں جنہیں ہم اگلے مالی سال میں Auction کریں گے۔ نیلام کی شرائط میں اس طرح کی سخت Payment Conditions رکھی گئیں کہ 4 میں سے2 کامیاب بولی دہندگان نے لائسنس ملنے کے ساتھ ہی Instalments کے بجائے 100 فیصد ادائیگی کر دی۔ یہ سب بڑے شفاف انداز میں ہوا اور سب کو مقابلے کا موقع ملا۔ پاکستان میں نئی ٹیکنالوجی کو متعارف کرانے میں کافی سال پیچھے رہ گیا تھا مگر اب ہم نے یہ رکاوٹ دور کر دی ہے۔ جن کمپنیوں نے یہ لائسنس حاصل کیے ہیں وہ پاکستان میں ترقی کے امکانات کے حوالے سے بہت پرُامید ہیں۔ اس شعبے میں ترقی کی گنجائش کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان میں 13 کروڑ موبائل فون کنکشن ہونے کے باوجود Broadband کے ذریعے Data

Transmission کی شرح صرف 10 فیصد سے کم ہے۔ اس Auction کے بعد لوگ سمارٹ فون کے ذریعے انٹرنیٹ سے منسلک ہوسکیں گے اور صارفین کی Global Connectivity میں اضافہ ہوگا۔ ملک میں اس ٹیکنالوجی کے متعارف ہونے سے معاشی ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔

(4) **نج کاری پروگرام کا احیاء:** سرکاری شعبے کے اداروں کی مکمل نجکاری یا کیپیٹل مارکیٹ کے ذریعے ان کے حصص فروخت کرنے کے حوالے سے اصلاحات کرنا پاکستان مسلم لیگ کے منشور کا حصہ تھا۔ اور ہم نے گذشتہ سال بجٹ کی حکمت عملی میں بھی اس کا اعلان کیا تھا۔ یہ کام بھی پچھلی حکومت کی منظوری، اعلان اور 65 اداروں کی نشاندہی کے باوجود کئی برس سے پورا نہیں ہو پا رہا تھا۔ ہم نے اس پروگرام کو پچھلی حکومت کے اعلان کے مطابق دوبارہ سے شروع کیا اور سال کے اختتام سے پہلے ہم حبیب بنک، یونائیٹڈ بنک، اور الائیڈ بنک کے حصص فروخت کے لیے پیش کریں گے اور پاکستان پٹرولیم اور OGDCL کے بھی مزید حصص فروخت کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مختلف سرکاری کارپوریشنوں کی Strategic Partnership کے ذریعے نج کاری کے لیے مالی مشیر مقرر کیے جا چکے ہیں۔ مسلسل خسارے میں رہنے کی بنا پر ان میں سے بیشتر ادارے سرکاری خزانے پر شدید بوجھ ہیں۔ نجی شعبے کے ساتھ شراکت کے ذریعے ان اداروں کو منافع بخش بنایا جائے گا اور سرکاری خزانے کو ان کے بوجھ سے آزاد کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اس سے ایک طرف تو ملک میں بین الاقوامی سرمایہ کاری آئے گی، دوسرے اس سے قومی قرضے کا بوجھ کم ہوگا اور نج کاری کے قانون کی روشنی میں غربت کم کرنے کے منصوبوں کے لیے مزید وسائل دستیاب ہوں گے۔ میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہوں گا کہ اس پروگرام کو آگے بڑھاتے وقت حکومت کارکنوں اور سرکاری اداروں کے ملازمین کے مفادات پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرے

گی۔ اُن کی فلاح اور حقوق کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔

(5) **LNG کی درآمد:** اسی طرح ماضی میں LNG کی درآمد کی بھی کئی کوششیں ہوئیں جو کامیاب نہ ہوسکیں۔ ہماری گیس کی مقامی پیداوار حالیہ ضرورت کی صرف 50 فیصد طلب کو پورا کرتی ہیں۔ LNG کی درآمد صنعت، بجلی کی پیداوار اور کھاد بنانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ ہم نے نجی شعبے کو LNG کا 200 MMCFD کا ٹرمینل بنانے کی دعوت دی ہے جسے بعد میں بڑھا کر 400MMCFD کر دیا جائے گا۔ ہم ایک شفاف طریقے سے پورٹ قاسم پر ٹرمینل بنانے کے کام کا ٹھیکہ دینے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ٹرمینل پر کام شروع ہو چکا ہے اور ایک سال کے اندر اندر گیس کی سپلائی شروع ہو جائے گی۔ہم نے نہایت شفاف طریقے سے عالمی منڈی سے 35 لاکھ ٹن LNG خریدنے کا کام بھی شروع کر دیا ہے۔

5۔ معاشی کارکردگی کی اس مختصر سی تصویر سے پتہ چلتا ہے کہ معیشت مستحکم ہے۔ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ سرمایہ کاری بڑھ رہی ہے۔ سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور لوگ بہتر مستقبل کی اُمیدیں باندھ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ رحمت اور ہماری حکومت کی بہتر پالیسیوں کی بنا پر ممکن ہوا ہے۔

جناب اسپیکر!

6۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اس حکومت کا پہلا بجٹ پیش کرتے ہوئے میں نے اُس تصور (Vision) کا ذکر کیا تھا جو حکومت کی اقتصادی پالیسیوں کی رہنمائی کر رہا ہے۔ یہ Vision درج ذیل 6 عناصر پر مبنی ہے:

(1) تجارت اور سرمایہ کاری میں اضافہ اور اقتصادی خودمختاری کا تحفظ،

(2) نجی شعبے کو اقتصادی ترقی کا بنیادی ذریعہ بنانا،

(3) سڑکوں، شاہراہوں، ریلویز، بندرگاہوں، پانی، آبی بجلی اور اس طرح کے دوسرے شعبوں میں بنیادی انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لیے حکومتی سرمایہ کاری،

(4) تمام شعبوں پر ترقی کی یکساں ذمہ داری ڈالنے کے لیے ٹیکسوں کی چھوٹ کے کلچر کا خاتمہ اور اس بات کو یقینی بنانا کہ Public Services کی لاگت کو وصول کیا جائے تاکہ ان خدمات کا تسلسل یقینی رہے،

(5) حکومتی اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لینا اور انہیں دستیاب وسائل تک محدود رکھنا؛ اور

(6) آبادی کے کمزور اور غریب طبقات کو افراطِ زر کے اثرات سے بچانا اور اقتصادی اصلاحات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بدحالی کا اثر کم کرنے کے لیے اُنہیں نقد امداد مہیا کرنا۔

7۔ ہم بہت احتیاط اور سنجیدگی کے ساتھ اس تصور کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ہم نے وہ ہی کچھ کیا جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔ ہمارے عزم کا اظہار اوپر بیان کردہ کارکردگی سے بخوبی ہو جاتا ہے اور مستقبل میں اس تصور کے حصول میں ہمارے ارادے کی پختگی کا مزید مظاہرہ اس تقریر کے اگلے حصے میں بیان کردہ حقائق سے ہو جائے گا۔ اس سے ایک ذمہ دار منتخب حکومت کی نشاندہی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بعد اس ایوان اور عوام کے سامنے جواب دہ ہے جنہوں نے اِسے اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور اب جبکہ ہم اپنی حکومت کے دوسرے سال میں داخل ہو رہے ہیں تو یہ نیا بجٹ ہمارے اِسی عزم و ارادے کا آئینہ دار ہو گا۔

بجٹ کی حکمت عملی (Budget Strategy) کے بنیادی نکات

جناب اسپیکر!

8۔ اب میں اگلے مالی سال کے بجٹ کے لیے اختیار کی گئی حکمت عملی کے بنیادی نکات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرواؤں گا۔

(1) **مالیاتی خسارے (Fiscal Deficit) میں کمی:** ہم مالی سال 15-2014 کے دوران مالیاتی خسارے کو مجموعی قومی پیداوار کے 5.8 فیصد سے مزید کم کرکے 4.9 فیصد تک لے جائیں گے۔

(2) **ٹیکسوں سے حاصل شدہ آمدنی میں اضافہ:** مالیاتی خسارے میں کمی ٹیکس وصولی میں بہتری اور اخراجات میں کمی کی پالیسی کے ذریعے عمل میں لائی جائے گی۔ اس سلسلے میں تفصیلات میَں اپنی تقریر کے دوسرے حصے میں بیان کروں گا۔

(3) **افراطِ زر (Inflation) کے دباؤ کو روکنا:** ہم اپنے پہلے بجٹ میں کیے گئے مشکل فیصلوں کی بنا پر ہونے والے ممکنہ افراطِ زر کو روکنے میں کامیاب رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ افراطِ زر کو یک ہندسی (Single Digit) شرح کے اندر محدود رکھا گیا ہے۔ ہم پٹرولیم کی قیمتوں میں اضافے کے اثر سے عوام کو بچانے کے لیے رواں مالی سال میں 20 ارب روپے سے زائد کی سبسڈی دے چکے ہیں۔ گذشتہ 12 مہینوں کے دوران کم از کم 8 مہینے ایسے تھے جب ہم نے قیمتوں کو یا تو برقرار رکھا یا ان میں کمی کی۔ درجِ ذیل اقدامات افراطِ زر کی صورتِ حال کو مزید بہتر بنائیں گے:

(i) خسارے (Fiscal Deficit) میں مسلسل کمی کی جائے گی۔

(ii) پچھلے سال اسٹیٹ بنک سے قرضے لینے کے عمل میں کمی کی گئی اور اگلے سال اس سطح کو مزید نیچے لایا جائے گا۔

(iii) بیرون ملک سے حاصل کردہ قرضوں پر مارک اپ کی اوسط شرحِ 5 فیصد

سے کم ہے جوکہ مقامی قرضوں کی شرح سے نمایاں طور پر کم ہے، جو کہ اوسطاً 12 فیصد سے زائد ہے۔ اس طرح ہمیں تقریباً 24ارب روپے سالانہ کی بچت ہو گی جو قرضوں کے اخراجات (Debt Servicing) میں کمی کرنے میں مددگار ثابت ہو گی۔

(iv) تمام اجناس کی مناسب مقدار میں فراہمی کو یقینی بنانے اور قیمتوں میں استحکام لانے کے لیے قیمتوں کی باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے۔ کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی باقاعدگی سے قیمتوں کا جائزہ لیتی ہے۔ وفاقی وزیرخزانہ کی سربراہی میں تمام متعلقہ وفاقی اور صوبائی وزارتوں پر مشتمل ایک نگران کمیٹی بنائی گئی ہے جو قیمتوں کے استحکام کو یقینی بنانے کے لیے ہر دو ماہ میں ایک بار اپنا اجلاس کرتی ہے۔صوبائی حکومتوں نے ملک بھر میں جمعہ بازاروں اور اتوار بازاروں کا ایک وسیع جال پھیلا دیاہے۔ یہ بازار ضروری اشیاء کی مارکیٹ کی نسبت سستے داموں خریداری کا اضافی ذریعہ ہیں۔ جب بھی کسی جنس کی کمی ہوجاتی ہے تو اُسکی فراہمی کے لیے فوری اقدامات اٹھائے جاتے ہیں۔ اشیاء کی رسد اور قیمتوں میں استحکام لانے کے لیے ٹیرف، ٹیکس اور تجارتی پالیسی کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اور جہاں جہاں ضرورت ہوتی ہے وہاں وہاں قلت کو پورا کرنے کے لیے ضروری درآمدات کی جاتی ہیں۔ اور اگر ضروری ہوتو ڈیوٹی، سیلز ٹیکس اور انکم ٹیکس کی چھوٹ بھی دی جاتی ہے۔

(4) **توانائی کے بحران پر مسلسل نظر رکھنا:** ہم نے اپنے منشور میں 4-Es کا ذکرکیا تھا جن میں معیشت (Economy) ، توانائی (Energy) ، تعلیم (Education) اور شدت پسندی کا خاتمہ (Elimination of Extremism) شامل ہیں۔ اس طرح توانائی کو ہمارے پروگرام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ہمیں ورثے میں توانائی کا وہ شعبہ ملا جومکمل تباہی کے دہانے پر کھڑا تھا۔ شہروں میں 16 گھنٹے اور

دیہات میں 20 گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہو رہی تھی۔ 500 ارب روپے سے زیادہ کے گردشی قرضے (Circular Debt) نے بجلی کی پیداواری صلاحیت کو بری طرح متاثر کر رکھا تھا۔ انتہائی اہمیت کے حامل منصوبے مثلاً نندی پور اور نیلم جہلم لاپرواہی، بے حسی اور غفلت کی بنا پر تاخیر کا شکار تھے۔یا اُنہیں ترک کر دیا گیا تھا۔ ہم اس شعبے کو درپیش مشکلات کو دیکھ کر خوفزدہ نہیں ہوئے کیونکہ ہمیں اس بات کا پورا احساس تھا کہ اس شعبے کو راہِ راست پر لائے بغیر اقتصادی ترقی کی اُمید رکھنا ناممکن ہے۔ہم نے گردشی قرضہ ادا کیا اور National Grid میں تقریباً 1700MW کا اضافہ کیا۔ ان اقدامات کے اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں کیونکہ Revised National Accounts کے مطابق توانائی کے شعبے میں 3.72 فیصد کی ترقی ہوئی ہے، بمقابلہ پچھلے سال کے جب یہ شرح منفی 16.33 فیصد تھی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ہم توانائی کے مجموعی شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے ایک جامع منصوبے پر کام کر رہے ہیں جس کے ذریعے مزید توانائی پیدا کی جائے گی، بجلی کی قیمتوں کو مستحکم کرنے کے لیے مہنگی اور سستی بجلی کے تناسب کو بہتر کیا جائے گا، نجی شعبے سے سرمایہ کاری لائی جائے گی اور بجلی کی ترسیل و تقسیم کے نظام کو بہتر بنایا جائے گا۔میں ان اقدامات کی تفصیل ترقیاتی منصوبوں کے ضمن میں بیان کروں گا۔

(5) **برآمدات(Exports) میں اضافہ:** ہمارے سامنے درپیش ایک بڑا چیلنج برآمدات میں اضافے کے ذریعے ادائیگیوں کے توازن کی صورت حال کو مستقل بنیادوں پر بہتر بنانا ہے۔ 2000-2001 سے ہماری برآمدات میں اضافے کی شرح 8 فیصد رہی ہے۔ جبکہ درآمدات میں 13 فیصد کے حساب سے اضافہ ہوا ہے۔ اس صورتِ حال نے تجارتی توازن (Trade Balance) کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ اسی عرصے میں Export to GDP ratio 13 فیصد سے کم ہو کر 10 فیصد

ہو گئی۔ جبکہ Import to GDP ratio 15 فیصد سے بڑھ کر 19 فیصد ہوگئی۔ تجارتی عدم توازن کی اس صورتِ حال کو بڑی حد تک بیرون ملک سے ترسیلات زر(Remittances) میں اضافے نے سہارا دیا، جو کہ اس عرصے میں 25 فیصد تک بڑھی ہیں اور نتیجتاً ہمارا کرنٹ اکاؤنٹ (Current Account) اس عرصے میں بڑی حد تک مستحکم رہا ہے۔ چنانچہ یہ باعث حیرت نہیں ہے کہ اس عرصے کے دوران ملک کا تجارتی توازن (Trade Balance) مسلسل خراب ہو رہا ہے اور اس نے ہماری برآمدات کے شعبہ میں مسابقت کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ یہ کوئی خوش کن صورتحال نہیں ہے۔ برآمدات کی دگرگوں صورت حال سے پیدا شدہ تجارتی عدم توازن ہمارے اقتصادی Potential سے مطابقت نہیں رکھتا۔ہمیں ہر حال میں کم ہوتے ہوئے Export to GDP ratio کے رجحان کو بہتر بنانا ہے اور اس کے لیے ہمیں اپنی توانائیاں صنعت اور زراعت کے شعبے پر مرکوز کرتے ہوئے برآمدات میں اضافہ کرنا ہے۔ اس مقصد کے لیے اس بجٹ میں بہت سے بنیادی اقدامات کا اعلان کیا جارہا ہے۔

(6) **نئے روزگار کے مواقع کی فراہمی:** نوجوان مردوں اور عورتوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہمیں روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ اس مقصد کے لیے بنیادی کردار نجی شعبے کو ادا کرنا ہے۔ اور ہمارا کام نجی شعبے کے لیے ایک ایسا ماحول پیدا کرنا ہے جو سرمایہ کاری کو فروغ دے۔ 3Gاور 4G ٹیکنالوجیز جنہیں ہماری حکومت نے بڑی کامیابی سے متعارف کروایا ہے، معاشی ترقی میں اضافے کا سبب بنیں گی۔ ان کے ذریعے صارفین کو اپنی استعداد اور پیداوار میں اضافے کا موقع ملے گا۔3G اور 4G ٹیکنالوجی کے بیروزگاری پر اثرات کے حوالے سے ایک تفصیلی جائزہ رپورٹ کے مطابق اس عمل سے اگلے 4 سالوں میں تقریباً9 لاکھ

افراد کو روزگار ملے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے دوسرے اقدامات مثلاً حکومتی قرضوں میں کمی اور نتیجتاً نجی شعبہ کو سرمائے کی بہتر فراہمی سے سرمایہ کاری کے رجحان میں اضافہ ہو گا۔ PSDP کو 525 ارب روپے تک بڑھایا جا رہا ہے جو کہ 14-2013 کے 425 ارب روپے کے مقابلے میں تقریباً24 فیصد زیادہ ہے۔ میں کچھ دیر میں یہ وضاحت کروں گا کہ یہ وسائل انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبوں پر خرچ ہوں گے۔ جس سے نہ صرف یہ کہ فوری نوکریاں پیدا ہوں گی بلکہ ان کے ذریعے نجی شعبہ کو مزید سرمایہ کاری کی ترغیب بھی ملے گی۔

(7) **شرح نمو(GDP Growth) میں بہتری کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ:** سرمایہ کاری ہماری معیشت کا ایک بڑا چیلنج ہے۔ اس سلسلے میں ہم اپنی تیاریوں کے آخری مراحل میں ہیں اور کچھ میگا پراجیکٹس پر کام کا آغاز ہونے کو ہے۔تاہم میں نے اس سے پہلے نجی شعبہ کو سرمائے کی بہتر فراہمی کے لیے کیے گئے جن اقدامات کا ذکر کیا ہے، پچھلے 10 مہینوں کے اعداد و شمار سرمایہ کاری کے رجحان کی پوری طرح نشاندہی نہیں کرتے۔ آنے والے مہینوں اور سالوں میں ملک میں سرمایہ کاری کی شرح میں انشاء اللہ نمایاں اضافہ ہو گا۔ حالیہ ملکی تاریخ میں پہلی بار ترقیاتی بجٹ کو تمام تر دستیاب وسائل دیتے ہوئے 425 ارب روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ اس برس ہم نے مالی خسارے میں بھی 2.4 فیصد کمی کی ہے۔ماضی میں اکثر خسارے میں کمی ترقیاتی اخراجات کم کرنے کے ذریعے کی جاتی رہی ہے۔ ہم نے یہ روایت ختم کر دی ہے۔

(8) **سرکاری قرضے کا انتظام و انصرام(Public Debt Management):** قومی قرضے کی ماہیت میں پچھلے کچھ سالوں میں بہت بڑی تبدیلی آچکی ہے جس کے تحت بیرونی قرضے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے تھوڑی مدت کے مقامی قرضوں کا حصہ بڑھ گیا ہے جس کی واپسی جلدی کرنا ہوتی ہے۔ اسی طرح ماضی قریب میں

روپے کی قدر میں اچھی خاصی کمی کی وجہ سے قومی قرضے کی کل مقدار میں اضافہ ہوا۔ موجودہ حکومت نے پاکستان کے قومی قرضے کا انتظام بہتر طور پر چلانے کیلئے فوری اقدامات کئے ہیں۔ اس ضمن میں ہماری پالیسی کے چیدہ نکات درج ذیل ہیں:

☆ قرضوں کے بندوبست کی وسط مدتی حکمت عملی (Medium Term Debt Management Strategy 2014-18) بنائی گئی ہے جس کے تحت ادائیگی کی مدت میں اضافہ کرنے اور خاطر خواہ بیرونی ترسیلات کے ذریعے مقامی قرضے کے دباؤ کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ نجی شعبے کو بنکوں سے مزید قرضے مل سکیں۔

☆ سرمایہ کاری کی بنیاد وسیع کرنے اور گورنمنٹ سیکورٹی مارکیٹ میں آسانی پیدا کرنے کیلئے Treasury Bills کی تجارت تاریخ میں پہلی بار اسٹاک ایکسچینج پر بھی شروع کی گئی ہے۔ اس سے عام سرمایہ کاروں کو سرمایہ کاری کا ایک اضافی ذریعہ دستیاب ہوا ہے۔

☆ پاکستان نے 7 سال کے وقفے کے بعد کامیابی سے بین الاقوامی سرمایے کی منڈی سے سرمایہ اٹھایا ہے۔جس کا تذکرہ میں پہلے کر چکا ہوں۔

☆ Medium اور Long Term گورنمنٹ سیکیورٹیز (Government Securities) کا اجراء کر کے مجموعی قرضوں کا دورانیہ ایک سال سے زیادہ بڑھا دیا گیا ہے۔

(9) **غریبوں کاتحفظ:** ہماری حکومت کا ایک نمایاں مقصد غریبوں تک رسائی ہے۔ اس سلسلے میں National Income Support Program ہمارا سب سے بڑا اقدام ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور وزیراعظم کے نوجوانوں کے لیے مختلف

پروگرام اِسی کا حصہ ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل تفصیل ایوان میں پیش کی جا رہی ہے:

(1) 2008ء میں مَیں نے بطور وزیرِخزانہ BISP کے لیے 34 ارب روپے مختص کیے تھے۔ لیکن جب پچھلے سال ہمیں یہ پروگرام ملا تو اس کے تحت صرف 40 ارب روپے خرچ کیے گئے تھے۔ غریبوں کی فلاح میں ہماری گہری دلچسپی کی بنا پر ہم نے فوری طور پر اس رقم کو بڑھا کر 75 ارب روپے کر دیا۔ جبکہ اس اسکیم میں وزیرِاعظم کے نوجوانوں کے پروگرام کا اہم جز بھی شامل کر دیا گیا۔ ہم اس رقم کو بڑھا کر مالی سال 15-2014 کے لیے 118 ارب روپے کر رہے ہیں جو کہ 13-2012 کے مقابلے میں تقریباً 200 فیصد کا اضافہ ہے۔

(2) 13-2012 تک نقد امداد(Cash Grant) کے پروگرام کے تحت 41 لاکھ گھرانوں کو امداد فراہم کی گئی تھی جسے رواں مالی سال میں بڑھا کر 48 لاکھ کر دیا گیا ہے۔مالی سال 15-2014 میں ہم یہ امداد مزید بڑھا کر 53 لاکھ گھرانوں تک پہنچائیں گے۔ جو کہ 13-2012 کے مقابلے میں 29 فیصد زیادہ ہے۔

(3) اس پروگرام کے تحت شروع میں ماہانہ وظیفہ 1000 روپے مقرر کیا گیا جو 5 سال تک جاری رہا۔ پچھلے سال ہم نے اس میں 20 فیصد اضافہ کر کے 1200 روپے کر دیا تھا۔ اس سال ہم اس میں مزید 25 فیصد کا اضافے کا اعلان کرتے ہوئے اسے 1500 روپے کر رہے ہیں۔ اس طرح یکم جولائی 2013 سے ہم نے Cash Grant میں 50 فیصد اضافہ کیا ہے۔

(4) اس کے علاوہ پہلے سے اعلان شدہ نوجوانوں کے لیے وزیرِاعظم کے پروگرام کے تحت خصوصی اسکیموں کے لیے بھی 21 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ جن

میں سے بیشتر اسکیمیں اب پوری طرح فعال ہو چکی ہیں۔ اور باقی وہ ہی ہیں جن کا اس بجٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔

(5) ہم اپنے غریب بہن بھائیوں اور نوجوانوں کی مدد کرنے پر فخر اور اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ یہ اُن کا ہی پیسہ ہے جو بوقت ضرورت اُن کے کام آ رہا ہے۔ میں یہاں اس بات پر زور دینا چاہوں گا کہ ہم محتاجی کے کلچر کو فروغ نہیں دینا چاہتے۔ اس لیے اس اسکیم کے تحت امداد حاصل کرنے والوں کی معاشی حالت کا مسلسل اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اور اگر کسی کی صورتِ حال بہتر ہو تو اُس کو معاشی خودکفالت کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ ضرورتمند خاندانوں کی مدد کرنے کا پروگرام ہے۔ اور اس کے ذریعے اُنہیں ایسی زندگی اختیار کرنے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے جس میں اُنہیں کسی کی مالی مدد کی ضرورت نہ رہے۔

(10) **سماجی تحفظ (Social Protection) کے پروگراموں میں بہتری کے اقدامات:** غریبوں کی امداد اور سماجی تحفظ کے پروگرام بہت سی وزارتوں اور محکموں میں بکھرے پڑے ہیں اور ان کا آپس میں کم ہی رابطہ ہوتا ہے ان پروگراموں کو بہتر بنانے کیلئے ایک اعلیٰ سطحی ٹاسک فورس بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو ان پروگراموں کی کارکردگی اور غریبوں کو حاصل ہونے والے فوائد کا جائزہ لے کر یہ طے کرے گی کہ ان پروگراموں سے کس حد تک فائدہ اٹھایا جا رہا ہے اور ایک ہی کام ایک سے زیادہ ادارے تو نہیں کر رہے۔ ٹاسک فورس کی رپورٹ کی روشنی میں ایک نئی پالیسی بنائی جائے گی جس کے تحت حکومت کی سماجی تحفظ کی خدمات زیادہ مربوط طور پر فراہم کی جا سکیں گی۔

(11) **Information and Communication Technology کے شعبے کی ترقی اور فروغ کے اقدامات:** حکومت ICT کی اہمیت اور تجارت، بیرونی سرمایہ

کاری ،خواتین کو اختیار دینے ، روزگار ، تعلیم، مسابقت اور معاشی ترقی میں اس کے کردار سے بخوبی آ گاہ ہے۔ ہم نے اس بجٹ میں ICT جیسے اہم شعبے کی ترقی اور فروغ کیلئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

☆ **یونیورسل ای ٹیلی سنٹرز کا قیام(Universal e-Telecenters)**: IT کی گونا گوں خدمات مثلاً نادرا کی سہولیات ، SIMs کے اجراء کے لیے Bio Metric تصدیق کے آلات ، اور صحت ، زراعت، تجارت، گورننس اور تعلیم میں e-facilitation وغیرہ کی سہولیات بہم پہنچانے اور مقامی سطح پر روزگار اور کاروبار کے مواقع پیدا کرنے کیلئے یونیورسل سروسز فنڈ (USF) ملک بھر میں یونیورسل ای ٹیلی سنٹرز کے قیام کیلئے بڑے پیمانے پر فنڈ فراہم کرے گا۔ پہلے مرحلے میں اسلام آباد اور چاروں صوبوں میں 500 ٹیلی سنٹرز(Telecenters) قائم کئے جائیں گے۔ آئندہ 3 سالوں میں اس پروگرام کے تحت تقریباً 12 ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔

☆ **دور دراز علاقوں تک رسائی میں بہتری** : اس سال 2 ارب80 کروڑ روپے کے خرچ سے بلوچستان ، فاٹا، خیبر پختونخواہ کے دیہاتی علاقوں اور ملک کے دیگر دور دراز علاقوں میں بڑے پیمانے پر آپٹک فائبر بچھانے کے ذریعے ان علاقوں کی Connectivity بہتر بنائی جائے گی۔ اس کے علاوہ USF کے 3ارب 60 کروڑ روپے سے دیہاتوں میں ٹیلی فون کی سہولیات کو مزید وسیع کیا جائے گا۔ ان اقدامات سے پسماندہ علاقوں میں جدید دور کی ICT Services فراہم کی جائیں گی۔

☆ **وزیراعظم کا پروگرام برائےICT اسکالرشپ**: اس پروگرام کے تحت دیہاتی علاقوں کے طلبہ و طالبات کو ملک کی بہترین یونیورسٹیوں میں ICT تعلیم کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ اس سال R&D Fund سے ساڑھے 12

کروڑ روپے شفاف انداز میں 500 وظائف دیئے جائیں گے۔

وسط مدتی میکرو اکنامک فریم ورک

Medium Term Economic Framework

جناب اسپیکر!

9۔ گذشتہ سال کی طرح اس دفعہ بھی ہماری بجٹ کی حکمت عملی 3 سالہ وسط مدتی تناظر میں بنائی گئی ہے۔جس کے چیدہ چیدہ نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(1) مجموعی ملکی پیداوار(GDP) کی شرح نموکو 17-2016 تک بتدریج 7.1 فیصد تک لے جایا جائے گا۔

(2) افراطِ زر کو Single Digit تک محدود رکھا جائے گا۔

(3) سرمایہ کاری کا تناسب 20 فیصد تک بڑھایا جائے گا۔

(4) مالیاتی خسارے (Fiscal Deficit) کو 16-2015 تک 4 فیصد کر دیا جائے گا جس کے بعد اس کو اسی سطح پر مستحکم رکھا جائے گا۔

(5) ٹیکس اور GDP کی شرح کے تناسب (Tax to GDP Ratio) 17-2016 تک 13 فیصد تک بڑھایا جائے گا۔

(6) پاکستان کے زرِمبادلہ کے ذخائرکو 17-2016 تک 22 ارب ڈالر تک بڑھا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

10۔ پہلے سال کی کارکردگی سے حوصلہ افزائی پا کر ہم پرُ اعتماد ہیں کہ استقامت اور مسلسل جدوجہد کے ذریعے ہم یہ اہداف حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ترقیاتی پروگرام

جناب اسپیکر!

11۔ اب میں ترقیاتی بجٹ کے چیدہ چیدہ اقدامات بیان کروں گا۔ میں اپنی توجہ ان شعبوں پر مرکوز رکھوں گا جو ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

پانی

جناب اسپیکر!

12۔ اللہ نے پاکستان کو وافر آبی وسائل سے نوازا ہے۔ پاکستان کے پاس آبپاشی کا بہت بڑا نیٹ ورک موجود ہے۔ ملکی تاریخ کے ابتدائی سالوں میں ہم نے تربیلا اور منگلا جیسے پانی کے بڑے بڑے ذخائر تعمیر کیے جنہوں نے ہماری آبپاشی کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے میں بہت مدد دی۔ لیکن بہت عرصے سے ہم نے پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ جبکہ موجودہ ڈیموں کی تہہ میں سالوں کی مٹی جمع ہو چکی ہے۔

13۔ ہمارے ترقیاتی پروگرام میں پانی اہم Sub Sector ہے جس میں ملک کے مختلف حصوں میں چلنے والے منصوبوں کے لیے 42 ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔ ان میں سب سے اہم منصوبہ دیامیر بھاشا ڈیم ہے جس میں 4.7 ملین ایکڑ فٹ پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش اور 4500 میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ اس منصوبے کے لیے زمین حاصل کرنے کی خاطر رواں مالی سال میں 10 ارب روپے فراہم کیے جا چکے ہیں۔ اور اس عمل کو مکمل کرنے کے لیے مزید 15 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہم اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کا پختہ عزم رکھتے ہیں اور جلد ہی اس کے تعمیراتی کام کا آغاز ہوجائے گا۔ بلوچستان میں پانی کے منصوبے اس شعبے کی دوسری اہم ترجیح ہیں جس کے تحت Delay Action Dams، Flood Dispersal Structures ، نہروں اور چھوٹے ڈیموں کی تعمیر عمل میں لائی جا رہی ہے۔ وہ منصوبے جو پہلے ہی کافی تاخیر کا شکار ہو چکے

ہیں، اُن کی تکمیل پر ہماری خصوصی توجہ ہے۔ ان میں کچھی کینال(Kachhi Canal)(ڈیرہ بگٹی اور نصیر آباد)،نولنگ ڈیم (Naulong Dam)(جھل مگسی)، پٹ فیڈر کینال کی ڈیرہ بگٹی تک توسیع اور شادی کوڑ ڈیم(Shadi Kore)(گوادر) شامل ہیں۔سندھ میں رینی کینال(Rainee Canal) (گھوٹکی اورسکھر) اور RBOD کی سہون شریف سے سمندر تک توسیع کے منصوبوں پر سرمایہ کاری کی جائے گی۔پنجاب میں Ghabir ڈیم (چکوال)، اور آزاد جموں و کشمیر میں منگلا ڈیم Raisingمنصوبے کے لیے فنڈ رکھے گئے ہیں،خیبر پختونخواہ میں پلال، کنڈال اورصنم ڈیمز اور فاٹا میں کُرّم تنگی ڈیم (Kurram Tangi Dam)(شمالی وزیرستان) اور گومل زم ڈیم (Gomal Zam Dam) (جنوبی وزیرستان) کے لیے بھی رقوم رکھی گئی ہیں۔اس کے علاوہ پنجاب ،سندھ اور خیبر پختونخواہ میں سیلاب سے تحفظ اور پانی کے ضیاع کو روکنے کے لیے کھالوں کی پختگی اور ملک بھر میں نکاسیِ آب کے منصوبے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پانی کے شعبے میں چند نئے منصوبے بھی شروع کیے جا رہے ہیں جن کے تحت بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں بہت سے چھوٹے ڈیم بنائے جائیں گے۔ان میں اوڑماڑہ(Ormara) میں بسول ڈیم(Basool Dam)، تھر میں مکھی فراش(Makhi Frash) لنک کینال اورپنجاب میں نالہ ڈیک(Nullah Deg) پر کام کیا جائے گا۔

توانائی

جناب اسپیکر!

14۔ توانائی کے شعبے پر ہماری سب سے زیادہ توجہ ہے۔ توانائی کے ملک گیر بحران نے ہمارے صنعتی شعبہ کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ اور ہمارے عوام کی تکالیف میں اضافہ کیا ہے۔ وزیراعظم محمد نواز شریف توانائی کے شعبے میں اصلاحات اور سرمایہ کاری پر ذاتی توجہ دے رہے ہیں۔ پاکستان میں توانائی کی فراہمی کی صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے بہت سے اصلاحی اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ بجلی کے ضیاع، بلوں کی وصولی کو بہتر بنانا،چوری کے خاتمے اور گردشی قرضے کا باعث بننے والی نظام

کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے بہت سے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔تاہم ہماری اصل توجہ توانائی کے اضافی وسائل پیدا کرنے پر ہے تاکہ اس مصیبت سے مستقبل طور پر چھٹکارا پایا جا سکے۔ چنانچہ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ہم نے وسائل کا ایک بڑا حصہ توانائی کی صلاحیت میں کفایت کے حصول کے لیے مختص کیا ہے۔ اس سال اس شعبے میں 205 ارب روپے کی خطیر رقم کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ اس پروگرام میں درج ذیل منصوبے شامل ہیں: نیلم جہلم منصوبہ(969 MW)، دیا میر بھاشا ڈیم (4500MW)، تربیلا چوتھا توسیعی منصوبہ(1410MW)، Thar Coal Gassification منصوبہ(100MW)، چشمہ نیوکلیئر منصوبہ(600MW)، چین کی مدد سے کراچی کوسٹل پاور کے دو منصوبے(2200MW)، Keyal Khwaar منصوبہ (122 MW)، Allai Khwaar منصوبہ (122 MW)، نندی پور(425MW) اور چیچو کی ملیاں میں Combined Cycle Power منصوبے(525 MW)، منگلا پاور سٹیشن کے پیداواری یونٹ کی Up-gradation اور Refurbishment، گدو پاور پراجیکٹ(747MW) کی اپ گریڈیشن، مظفرگڑھ اور جامشورو کے پاور پراجیکٹس کی کوئلے پر منتقلی (3120MW)، جھم پیر اور گھارو میں ہوا سے چلنے والے پاور پراجیکٹس کے لیے ترسیلی نیٹ ورک کا قیام، چشمہ نیوکلیر III اور IV کا Interconection، تھرکول سے چلنے والے اینگرو(1200MW) کا Interconection اور بجلی کی تاروں، گرڈ سٹیشنوں اور تقسیم کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔ہم نے داسو (Dasu) ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لیے غیر معمولی کوششیں کی ہیں۔ World Bank جلد ہی اس اہم منصوبے کے لیے تقریباً 70 کروڑ ڈالر کے فنڈ منظور کرے گا۔اس منصوبے کی تکمیل سے 4500MW سستی بجلی حاصل ہوگی۔ ہم اس منصوبے کو کم سے کم مدت میں مکمل کرنے کے لیے ضروری رقوم کا بندوبست کرنے کے لیے Innovative طریقے اختیار کر رہے ہیں۔

15۔ پانی، کوئلے، ہوا اور ایٹمی توانائی سے بجلی پیدا کرنے کے منصوبوں کی وجہ سے پاکستان میں

Energy Mix بہتر ہوگا جس سے عوام کو سستی بجلی میسر آئے گی۔ اسی طرح ترسیل و تقسیم کے نظام کی بہتری سے بجلی کا زیاں کم ہو گا جبکہ بجلی چوری کے خلاف چلائی جانے والی مہم کی بنا پر بھی عام آدمی کا بوجھ کم ہو گا۔

شاہراہیں

جناب اسپیکر!

16۔ پاکستان اس خطے میں ایک مرکزی اہمیت رکھتا ہے اور شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب کی طرف تین خطوں اور دنیا کی چند تیزی سے بڑھنے والی معیشتوں کو آپس میں ملاتا ہے۔ تاہم اس قدرتی برتری سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہمیں ریل، شاہراہوں اور پائپ لائنوں کا جدید ترین انفراسٹرکچر تعمیر کرنا ہوگا۔

17۔ دُور اندیشی اور مستقبل شناسی قومی رہنماؤں کا خاص وصف ہوتا ہے۔ وزیراعظم محمد نواز شریف نے 1990 میں دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ ملک کے دور دراز مقامات کو آپس میں ملانے کے لیے موٹرویز کا وسیع نیٹ ورک قائم کیے بغیر پاکستان ترقی نہیں کرسکتا۔ اس لیے انہوں نے جدید مواصلاتی نظام کا تصور پیش کیا جس پر پچھلی حکومتوں کی غفلت کی بنا پر پوری طرح عمل نہیں ہو سکا۔ لیکن ہم نے اس تصور پر دوبارہ سے کام شروع کر دیا ہے۔اور ہم اگلے 4 سال میں شمال سے جنوب کی اکثر شاہراہوں کو مکمل کر لیں گے۔جدید مواصلاتی نظام کے تصور کو مزید وسعت دیتے ہوئے وزیراعظم نے اپنے چینی ہم منصب کے ساتھ مل کر پاک چین اقتصادی راہداری (Pak-China Economic Corridor) کا تصور تیار کیا ہے جس کے تحت کاشغر اور گوادر کو موٹرویز اور ریلوے کے ذریعے آپس میں ملایا جائے گا۔ اس تاریخ ساز منصوبے سے شروع ہونے والی بے تحاشا معاشی ترقی کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ منصوبے کے مختلف حصوں پر اس برس سے کام کا آغاز ہو چکا ہے۔

18۔ north-south corridor کے منصوبے کا اہم ترین جُزو1186 کلومیٹر لمبی کراچی۔لاہور موٹروے ہے جو سندھ کو تیز رفتار سڑکوں کے ذریعے ملک کے دیگر حصوں سے ملائے گی۔اس منصوبے کے لیے زمین حاصل کرنے کی خاطر رواں مالی سال میں 25ارب اور آئندہ مالی سال میں 30 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ جس کے ذریعے منصوبے کے لیے مطلوب تمام زمین خریدی جا سکے گی۔ 276 کلومیٹر لاہور سے خانیوال سیکشن، 387 کلومیٹر ملتان سے سکھر سیکشن، 296 کلومیٹر سکھر سے حیدرآباد سیکشن اور 136 کلومیٹر حیدرآباد سے کراچی سیکشن کی تعمیر کا کام عنقریب شروع ہو جائے گا اور اس پر پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے ذریعے عملدرآمد کیا جائے گا۔ انشاء اللہ ہماری حکومت کے موجودہ Tenure میں یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔دوسری طرف 892 کلومیٹر گوادر رتو ڈیرو (Gawadar-Ratodero) موٹروے کے باقی حصوں پر کام کی رفتار کو تیز کر دیا گیا ہے اور 200 کلومیٹر گوادر تربت ہوشاب(Gawadar-Turbat-Hoshab) سیکشن کی تمام مالی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے اس کا کام ترجیحی بنیادوں پر مکمل کیا جا رہا ہے۔اسی طرح راہداری کے شمالی حصے کی تکمیل کے لیے 460 کلومیٹر طویل رائے کوٹ حویلیاں اسلام آباد (Raikot-Havelian-Islamabad) سیکشن پر بھی جلد کام شروع ہو رہا ہے اور قراقرم (Karakorum) ہائی وے کے خنجراب رائے کوٹ سیکشن (Khunjrab-Raikot) کی توسیع کے لیے بھی وسائل مختص کیے گئے ہیں۔

19۔ ترقیاتی پروگرام میں اس کے علاوہ بھی بہت سی شاہراہوں کے منصوبے شامل ہیں۔ ان میں M-4 کے فیصل آباد سے خانیوال تک 184 کلومیٹر سیکشن اور 57 کلومیٹر خانیوال سے ملتان سیکشن شامل ہیں۔ علاوہ ازیں دور دراز کے علاقوں تک رسائی کو بہتر بنانے کے لیے انتہائی اہمیت کے حامل بہت سے پُلوں اور سرنگوں کے لیے بھی وسائل رکھے گئے ہیں۔ ان میں لواری ٹنل(Lowari Tunnel) کی تیزی سے تکمیل، وادیٔ لیپا ٹنل (Lipa Tunnel)، سلطان باہو کے نزدیک دریائے چناب پر پل، پاک پتن کے نزدیک بابا فرید پل، ننکانہ صاحب کے نزدیک دریائے راوی پر سیدوالا پل، اور

دریائے سندھ پر N-5 اور N-55 کو ملانے کے لیے ایک پل شامل ہے۔

20۔ شہروں میں ٹریفک کے دباؤ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے بائی پاس بنانے کے مختلف منصوبوں کے لیے بھی وسائل مختص کیے گئے ہیں۔ ان میں پشاور Northern Bypass، کراچی Northern Bypass، لیاری ایکسپریس وے، سکھر Sukkur Bypass کا Dualization اور لاہور Eastern Bypass شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ترسیل کو بہتر کرنے کے لیے Ratodero-Dadu-Sehwan Road اور دیگر سڑکیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔

21۔ حکومت موٹرویز، شاہراہوں، پلوں، سرنگوں اور علاقائی سڑکوں کے 74 منصوبوں پر سرمایہ کاری کر رہی ہے۔ شاہراہوں کے شعبے کے لیے اس بجٹ میں 113 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ان منصوبوں پر عمل پیرا ہونے سے روزگار کے لاتعداد مواقع پیدا ہوں گے۔

ریلوے

جناب اسپیکر!

22۔ ریلوے سفر کا ایک باکفایت، تیز رفتار اور آرام دہ ذریعہ ہے۔ باوجود اس کے کہ ہمیں پاکستان میں پھیلا ہوا ریلوے کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک ورثے میں ملا،ہم نے بدانتظامیوں کی بدولت اس کا وہ حشر کیا کہ اب کوئی بھی اس کو پہلی ترجیح نہیں دیتا۔ جب پچھلے سال مسلم لیگ (ن) کی حکومت آئی تو ریلوے کا شعبہ تباہی کے نزدیک تھا۔ ریلوے کی یہ حالت ہمارے لیے بالکل ناقابل قبول تھی۔ کیونکہ پوری دنیا میں یہ شعبہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر رہا ہے، اس میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ کاری ہو رہی ہے اور مسافروں اور اشیاء کی نقل وحمل کے لیے تیز سے تیز تر ٹرینیں چلائی جا رہی ہیں۔

23۔ بجٹ 15-2014 میں خانیوال سے لالہ موسیٰ تک ریلوے ٹریک کوDualize کرنے کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ اس میں North-South Main Lines کا بڑا حصہ شامل ہو جائے گا۔آنے والے سالوں میں باقی پٹریوں کوبھی Dualize کر دیا جائے گا۔

24۔ اسی طرح کراچی سے خانپوراور خانپور سے لودھراں ٹریک کی بحالی کے لیے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں۔ ریلوے کے 159 کمزور پلوں کی مضبوطی و بحالی کے لیے بھی وسائل مختص کیے گئے ہیں۔ ان اقدامات سے رفتار میں اضافہ اور سفر کے اوقات میں کمی ہو گی۔

25۔ جدید ریلوے زیادہ تر ٹیکنالوجی پر انحصار کرتی ہے جس سے کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے اور حادثات میں کمی ہوتی ہے۔ تاہم ٹیکنالوجی میں اس ترقی سے ہم خاطرخواہ فائدہ نہیں اُٹھا سکے۔موجودہ بجٹ میں حکومت نے پٹریوں کی مرمت کے عمل کو خودکار بنانے، سگنل سسٹم کی بہتری اور تبدیلی اور ایک مرکزی ٹریفک کنٹرول سسٹم کے قیام کے لیے خاطر خواہ وسائل رکھے ہیں۔

26۔ جب مسلم لیگ(ن) کی حکومت قائم ہوئی تو پاکستان ریلوے کو انجنوں اور بوگیوں کی شدید کمی کا سامنا تھا۔ ہم نے اس قلت پر خصوصی توجہ دی ہے اور موجودہ اور اگلے سال کے بجٹ میں انجنوں اور بوگیوں پروسیع سرمایہ کاری کی گئی ہے۔ نئے بجٹ میں خریداری اور مرمت کے ذریعے 500 انجن سسٹم میں لانے کے لیے وسائل رکھے گئے ہیں۔ جس سے انجنوں کی کمی کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

27۔ اسی طرح 1500 نئی اور آرام دہ بوگیوں کا بھی اہتمام کیا جا رہا ہے۔ پاکستان ریلوے یہ سارے اقدامات اپنے مسافروں کے سفری تجربے کو بہتراور آرام دہ بنانے کے لیے کر رہا ہے۔ مسافروں کی سہولیات میں اضافہ کرنے کے لیے اس بجٹ میں مختلف شہروں میں موجود ریلوے سٹیشنوں

کو Up-grade کرنے اور اُن کی تزئین و آرائش کرنے کے لیے خصوصی فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔

28۔ پاکستان ریلوے کو منافع بخش بنانے کے لیے مال برداری کی سہولیات میں اضافے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ مال برداری کی اضافی بوگیاں خریدنے کے لیے وسائل مختص کیے گئے ہیں۔ جبکہ مال برداری کے لیے مختص راہداری کے قیام کا جائزہ لینے کے لیے Feasibility Study بھی کروائی جا رہی ہے۔

29۔ درج بالا تمام اقدامات ریلوے کی موجودہ سہولیات میں خاطر خواہ اضافہ کریں گے۔ موجودہ نظام کے احیاء کے علاوہ وزیرِاعظم نواز شریف ایک جدید اور منافع بخش ریلویز کا ویژن(Vision) رکھتے ہیں۔ اس لیے پاکستان ریلویز کو بلندیوں کی سطح پر لے جانے کے لیے کچھ بالکل نئے اور جرأت مندانہ اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ Pak-China Economic Corridor کے ذریعے بہت زیادہ سرمایہ کاری کی جا رہی ہے۔جس سے پاکستان کو ایک تیز رفتار، جدید اور قابلِ اعتماد ریلویز کا حصول ہو گا۔

30۔ اسی طرح سے ہم کراچی اور لاہور میں Urban Railways متعارف کروائی جا رہی ہے۔ وفاقی بجٹ میں کراچی سرکلر ریلوے کی تعمیر کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں جبکہ حکومت پنجاب لاہور میں جدید میٹرو ریل(Orange Line) متعارف کروا رہے ہیں۔ یہ ایک نیا آغاز ہے اور انشاء اللہ آنے والے دنوں میں لوگ پاکستان ریلوے کی مہیا کردہ خدمات میں واضح فرق پائیں گے۔

31۔ اسلام آباد مری مظفر آباد ریل لنک کے نام سے ایک نئے منصوبے کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ کشمیر اور گلیات کے حسین علاقوں میں تعمیر ہونے والے اس غیر معمولی منصوبے کی تعمیر اور تنظیم کے لیے کشمیر ریلویز کے نام سے ایک نئی کمپنی قائم کی جا رہی ہے۔یہ منصوبہ سیاحت اور سفری سہولت اور

آسانی کے نئے باب کھولے گا اور قوم کے لیے پاکستان مسلم لیگ(ن) کی طرف سے خصوصی تحفہ ثابت ہو گا۔

32۔ ریلوے کے شعبے میں 45 ترقیاتی اسکیموں کے لیے اور ریلوے کے ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن اخراجات کے لیے اس بجٹ میں 77 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔اس مالی سال میں ریلوے کے شعبہ میں نجی اور بین الاقوامی سرمایہ کاری کی بھی توقع ہے۔

انسانی ترقی (Human Development)

جناب اسپیکر!

33۔ افراد کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ اس لیے انسانی ترقی پر کیے گئے اخراجات کو ہم سرمایہ کاری سمجھتے ہیں، وہ سرمایہ کاری جو مستقبل میں تیز ترین معاشی ترقی کی ضامن ہے۔

34۔ انسانی ترقی کو فروغ دینے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں گے:

(1) ہائر ایجوکیشن کمیشن(HEC) کے 188 منصوبوں کے لیے 20 ارب روپے کی ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔جن سے پورے ملک میں مختلف یونیورسٹیوں کے ترقیاتی منصوبوں کو مدد ملے گی۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ Current Side پر HEC کو 43 ارب روپے علیحدہ سے دیے گئے ہیں۔ اس طرح سے ہائر ایجوکیشن کے لیے 63 ارب روپے کا مجموعی بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس طرح سے بجٹ میں مجموعی اضافہ 10 فیصد ہے جو ہماری تعلیم سے وابستگی کا ثبوت ہے۔

(2) صحت کا شعبہ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد مکمل طور پر صوبائی حکومتوں کے

حوالے کر دیا گیا ہے۔ تاہم وفاقی حکومت اپنی ان ذمہ داریوں سے بخوبی آگاہ ہے کہ مہلک امراض کے خاتمے، صحت کے شعبہ کی ترویج و ترقی اور Millenium Development Goals کے حصول کے لیے صوبوں کی مناسب مدد کی جانی چاہیے۔ اس لیے موجودہ بجٹ میں صحت کے شعبہ کے لیے 26 ارب80 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مطمع نظر پولیو کا خاتمہ ہو گا۔ اس مقصد کے لیے ایک ہنگامی منصوبہ بنا لیا گیا ہے۔ اور وفاقی حکومت پاکستان سے پولیو کے خاتمے کے لیے صوبوں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔

(3) علاوہ ازیں موجودہ بجٹ صحت کے شعبے سے متعلق بہت سے دیگر منصوبوں کے لیے بھی وسائل مہیا کرے گا جن میں

Expanded Program of Immunization (EPI),

National Maternal Neonatal & Child Health Program,

اور مختلف بیماریوں مثلاً (Blindness)، ٹی بی(TB)، Hepatitus اور AVN Influenza پر قابو پانے کے منصوبے شامل ہیں۔

(4) سب سے بڑھ کر یہ کہ وفاقی حکومت بہبودِ آبادی (Population Welfare) کے صوبائی منصوبوں کی Funding سال 15-2014 میں جاری رکھے گی۔ جس کے لیے اس بجٹ میں8 ارب20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

خصوصی اقدامات (Special Initiatives)

جناب اسپیکر!

35۔ معیشت کے استحکام اور سرمایہ کاری کے منصوبوں کے اعلانات کے بعد اب میں کچھ خصوصی اقدامات کی طرف آتا ہوں۔ جن سے ہماری حکومت کا مقصد بالعموم Exports Sector اور

بالخصوص ٹیکسٹائل،صنعت و تجارت، زراعت ، ہاؤسنگ اور Information Technology کے شعبوں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ یہ شعبے معاشی ترقی کے لیے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں چنانچہ ہم نے ان شعبوں میں ترقی کو فروغ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

برآمدات کافروغ (Export Promotion)

جناب اسپیکر!

36۔ اس سے پہلے میں Export Performance پر اپنی تشویش کا اظہار کر چکا ہوں۔ ہم Export Sector کی ترقی کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہے ہیں۔

(1) **EXIM Bank of Pakistan کا قیام**: برآمدات کے لیے قرضے کی آسان فراہمی، برآمدی شعبے کے لیے طویل المدتی کم قیمت قرضوں کی فراہمی، ایکسپورٹ کریڈٹ گارنٹیز اور انشورنس کی سہولیات کے ذریعے Exporters کا Risk کم کرنے کے لیے، حکومت نے EXIM Bank of Pakistan کا قیامِ عمل میں لانے کا فیصلہ کیا ہے۔یہ بینک Exporters کو سرمایہ فراہم کرے گا۔ اس کا Authorized Capital 100 ارب روپے ہو گا۔ جبکہ ابتدائی Paid up Capital 10ارب روپے ہو گا۔ ایک پارلیمانی ایکٹ کے ذریعے اس بنک کو قانونی ڈھانچہ فراہم کیا جائے گا۔

(2) **Exports Refinance Facility** : ہماری حکومت نے اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذریعے برآمدی قرضے پر مارک اپ کی موجودہ شرح کو 9.4 فیصد سے کم کر کے یکم جولائی 2014 سے 7.5 فیصد سالانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس سے ہمارے Exporters کی Financial Cost میں تقریباً 2 فیصد کمی ہو گی۔

(3) **Long Term Finance Facility**: ہماری حکومت نے اسٹیٹ بینک آف

پاکستان کے ذریعے 3 سے 10 سال کے Project Loans کے لیے Long Term Financing کی شرح کو بھی 11.4 فیصد سے کم کر کے یکم جولائی 2014 سے 9 فیصد سالانہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے ہمارے Exporters کی Financial Cost میں 2.4 فیصد کمی ہو گی۔

(4) **درآمدات میں Anti-exports bias کا خاتمہ**: موجودہ بجٹ میں اعلان کردہ ٹیرف کا Rationalization Progarm آہستہ آہستہ ہماری ٹیرف پالیسی سے Anti-exports bias کو ختم کر دے گا اور ہماری برآمدات کو عالمی منڈیوں میں زیادہ پرکشش بنائے گا۔

(5) **ایکسپورٹ ڈویلپمنٹ فنڈ (EDF) کی تنظیمِ نو**: برآمدات کی فروخت کے لیے Exporters کے Contributions سے EDF کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ تاہم کئی سالوں سے EDF کے ذریعے فنڈ کیے ہوئے پراجیکٹ برآمدات کے اضافے میں زیادہ مددگار ثابت نہیں ہوئے۔ چنانچہ EDF بورڈ کی تشکیلِ نو کی گئی ہے اور برآمد کنندگان کو مزید فائدہ پہنچانے کے لیے اس کی تنظیم کو زیادہ فعال اور موثر کر دیا گیا ہے۔

(6) **پاکستان لینڈ پورٹ اتھارٹی کا قیام**: ہماری حکومت نے پاکستان لینڈپورٹ اتھارٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے زمینی پورٹس کو تجارتی مقاصد کے لیے بہتر طور پر استعمال میں لانے میں مدد ملے گی۔ اور اُنہیں امن و امان کی صورتحال، سمگلنگ اور انسانی سمگلنگ جیسے مسائل سے نمٹنے کے لیے بہتر طور پر تیار کیا جائے گا۔اس اقدام سے پاکستان کو شمالی۔جنوبی اورمشرقی۔مغربی راہداریوں کے ذریعے علاقائی رسائی بڑھانے میں مدد ملے گی۔ جوکہ ہماری برآمدات میں اضافے کا باعث ہو گا۔

ٹیکسٹائل پیکیج

جناب اسپیکر!

37۔ Textile Sector ہماری Exports میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ تاہم کپاس کی فصل اچھی نہ ہونے، اچھے بیجوں کے متعارف نہ کرائے جانے، Bt کاٹن کی منظوری نہ دیے جانے، بڑے پیمانے پر بجلی اور گیس کی کمی، مقامی محصولات کی زیادتی، قرضوں پر مارک اپ کی بلند شرح اور درآمد کرنے والے ممالک کی پالیسیوں کی بنا پر ہمارے ٹیکسٹائل سیکٹر کی کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی ہے۔

38۔ برآمدات میں اضافے کی کوئی بھی حکمت عملی اس وقت تک کارگر ثابت نہیں ہوتی جب تک ہم ٹیکسٹائل کے شعبے کو مناسب مدد فراہم نہیں کرتے۔ اس لیے اس شعبے کے لیے مندرجہ ذیل Incentives Package کا اعلان کیا جا رہا ہے۔

(1) برآمدات میں 10 فیصد سے زیادہ اضافہ کرنے والے Exporters کو اضافی برآمدات کی FOB value کے حساب سے Drawback مندرجہ ذیل شرح سے دیا جائے گا:۔

☆ Garments 4 فیصد

☆ Made ups 2 فیصد

☆ Processed fabric 1 فیصد

(2) حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ Textile Exporters کو اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذریعے ایکسپورٹ ری فنانس اسکیم کے مارک اَپ کو یکم جولائی 2014 سے 9.4 فیصد سے کم کر کے 7.5 فیصد سالانہ کر دیا جائے۔

(3) Textile Exporters کے Genuine Refund Cases کو جلد از جلد Process کرنے اور ادائیگی کرنے کے لیے مختلف اقدامات اٹھا رہے ہیں۔

Expeditious Refund System کو مزید بہتر بنایا جا رہا ہے اور Manufacturers-cum-Exporters کے لیے ایک فاسٹ ٹریک چینل کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ہم نے FBR کو ہدایات دے دی ہیں کہ 30 ستمبر 2014 تک Pending Sales Tax Refund Cases کو Settle کر دیا جائے۔ آئندہ Textile Exporters کے تمام جائز Refund Claims زیادہ سے زیادہ 3 مہینوں کے اندر اندر نمٹا دیے جائیں گے۔

(4) ٹیکسٹائل سیکٹر Value Chain کو نیشنل ٹیرف کمیشن کی سفارشات کی روشنی میں تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ اس سے مستقبل میں پورے شعبے کو ایک Predictable ٹیکس Regime حاصل ہو جائے گی۔

(5) Value Added Sector کے ٹیکسٹائل یونٹس کو اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذریعے ٹیکنالوجی اور مشینری کو بہتر بنانے کے لیے 9 فیصد سالانہ کی شرح سے 3 سے 10 سالہ Long Term Financing فراہم کی جائے گی۔

(6) ٹیکسٹائل پالیسی 14-2009 کے تحت ٹیکسٹائل کے شعبے کو 30 جون 2014 تک مشینری کی ڈیوٹی فری درآمد کی اجازت حاصل ہے۔ موجودہ بجٹ میں تجویز کیا جارہا ہے کہ یہ چھوٹ مزید 2 سال یعنی 30 جون 2016 تک بڑھا دی جائے تا کہ +GSP کی سہولت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

(7) Bt کاٹن کو فروغ دینے کے لیے ضروری Regulatory Approvals دی جائیں گی۔ معیاری بیج کی فراہمی یقینی بنانے کے لیے Seed Act 1976 میں ترامیم کی جائیں گی اور Plant Breeders Bill جلد سے جلد متعارف کرایا جائے گا۔

(8) ٹیکسٹائل کے شعبے خصوصاً Garments اور made-ups میں Special Skills کے لیے ایک اسکیم متعارف کی جا رہی ہے جس کے تحت اگلے 5 سال میں

120,000 مردوں اور عورتوں کو تربیت فراہم کی جائے گی۔ جس پر 4 ارب40 کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ TEVTA اور ٹیکسٹائل انڈسٹری کے ذریعے چلنے والے اس پروگرام کے تحت 3 ماہ کے تربیتی پروگرام شروع کیے جائیں گے جن میں زیرتربیت افراد کو 8000 روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔

زراعت

جناب اسپیکر!

39۔ زراعت کو ملکی معیشت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ملکی پیداوار میں اس کا حصہ 21فیصد ہے۔ 65فیصد لوگ اس پیشے سے وابستہ ہیں جبکہ 45فیصد لیبر فورس کو اس شعبے میں روزگار ملتا ہے۔ زراعت کے شعبے سے Exports بھی بڑھائی جا سکتی ہیں مگر سوائے اس کی ٹرانسپورٹ میں تھوڑی بہت سہولت فراہم کرنے کے علاوہ اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ زرعی پیداوار میں اضافے کیلئے بیج، پانی، قرضے، ریسرچ اور Extension کی سہولیات، مارکیٹ تک رسائی اور بہتر قیمتوں کے ذریعے زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے اکثر ذمہ داریاں اب صوبائی سطح پر منتقل ہو چکی ہیں اور ہم صوبائی حکومتوں کو باور کراتے رہتے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں۔ تاہم وفاقی حکومت Food Security یقینی بنانے کیلئے حکمت عملی تیار کرنے اورAgricultural Research کے معاملات پر صوبوں سے مکمل رابطے میں ہے۔ دیرپا زرعی ترقی کیلئے قومی پالیسی بنانے کیلئے ایک National Food Security Council بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ کونسل پیداوار میں اضافے ، زرعی منڈی کی اصلاحات، Value Addition اور قیمتوں کے استحکام کیلئے پالیسی وضع کرنے کے لیے تمام صوبوں کے درمیان رابطے کا کام کرے گی۔

40۔ زراعت کے شعبے کی ترقی کے لیے ہماری حکومت نے ایک Incentives Package

تیار کیا ہے جس کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:۔

(1) **Credit Guarantee Scheme for Small and Marginalized Farmers :** حکومت نے چھوٹے کسانوں کو قرضے فراہم کرنے کیلئے گارنٹی اسکیم بنائی ہے تا کہ بنکوں کو زرعی قرضے دینے پر آمادہ کیا جاسکے۔ حکومت اسٹیٹ بنک کے ساتھ مل کر کمرشل اور مائیکرو فنانس بنکوں کو 50 فیصد نقصان کی شراکت داری کی گارنٹی فراہم کرے گی۔ اس اسکیم کے تحت 5 ایکڑ نہری اور 10 ایکڑ بارانی ملکیت والے کسانوں کو قرضے مل سکیں گے۔ اس اسکیم کے تحت 300,000 کسان گھرانوں کو 100,000 روپے تک کے قرضے ملیں گے۔ اس اسکیم میں کل 30 ارب روپے کے قرضے دیئے جائیں گے۔

(2) **Crop Loan Insurance Premium Scheme (CLIS) :** قدرتی آفات، موسمی تبدیلیوں اور فصلوں کی بیماریوں کی بنا پر ہمارے کسان بھائی کافی مشکلات اور بے یقینی کا شکار رہتے ہیں۔ مختلف فصلوں کی تباہی سے بچاؤ کیلئے اس وقت ساڑھے 12 ایکڑ زمین تک کے کسانوں کے لیے انشورنس کا پروگرام جاری ہے۔ اس بجٹ کے ذریعے اس اسکیم کا دائرہ 25 ایکڑ رکھنے والے کسانوں تک پھیلایا جا رہا ہے۔ پانچ بڑی فصلوں کیلئے قرضہ لینے والے اس اسکیم سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت 700,000 کسان گھرانوں کو فائدہ دینے کے لیے بجٹ میں 2 ارب 50 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(3) **Livestock Insurance Scheme:** پاکستان لائیو سٹاک اور دودھ پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں شامل ہے۔ لیکن زیادہ تر مویشی پالنے والوں کے پاس مویشیوں کی تعداد کم ہوتی ہے جس سے نقصان کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔ چھوٹے کسانوں کے مویشیوں کو لاحق خطرات کو Cover کرنے کے لئے

حکومت نے مویشیوں کی انشورنس اسکیم تیار کی ہے جس میں 10 مویشی تک کی ملکیت کے کسانوں کو مدد فراہم کی جائے گی۔ اسکیم کے تحت آفات اور بیماریوں کے خلاف انشورنس مہیا کی جائے گی۔ اسکیم سے 100,000 کسان گھرانوں کو فائدہ پہنچے گا۔ موجودہ بجٹ میں اس اسکیم کے لیے 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

(4) **ٹریکٹروں کے لیے سیلز ٹیکس میں کمی:** گذشتہ حکومت نے ٹریکٹروں پر سیلز ٹیکس لاگو کیا تھا جو یکم جنوری2014 سے بڑھ کر 16 فیصد ہو گیا ہے۔ اس سے مقامی طور پر بنائے جانے والے ٹریکٹروں کی خریداری بری طرح متاثر ہوئی ہے۔اس لیے زراعت میں ٹریکٹروں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے سیلز ٹیکس کی شرح 10 فیصد پر برقرار رکھنے کی تجویز دی جا رہی ہے۔

(5) **Establishment of Commodity Warehouses/Receipt Financing Mechanism:**

ملک میں اعلیٰ کوالٹی کے Warehouse ، کولڈ سٹوریج، Silos اور Cold Chains کو فروغ دینے کیلئے حکومت نے اسٹیٹ بنک آف پاکستان کے ذریعے ایک Warehousing Clearing House اور دیگر Incentives کا پیکج بنایا ہے۔ اسکیم کے ذریعے موجودہ اور مستقبل میں بننے والی Storage facilities کو مدد فراہم کی جائے گی اور اُن کے کاروبار کے لین دین کی Clearing کے لیے ایک Regulatory Framework بھی بنایا جا رہا ہے۔ اسکیم کے تحت پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے ذریعے ایک کمپنی بنانے کیلئے 1ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔ علاوہ ازیں اسٹیٹ بنک آف پاکستان سٹوریج اور کولڈ چین کیلئے Long Term Financing بھی فراہم کرے گا۔

(6) **زرعی قرضہ جات:** کسان کی پیداواری صلاحیت بڑھانے کیلئے زرعی قرضے کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ ہم ساہوکاروں سے کسانوں کے قرضہ حاصل کرنے میں درپیش مشکلات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ پچھلے سال کے زرعی قرضہ جات کے 315 ارب روپے کے ٹارگٹ کے مقابلے میں رواں مالی سال میں ہماری حکومت نے 380 ارب روپے کر دیئے ہیں۔ اگلے مالی سال یعنی 2014-15 میں اسے مزید بڑھا کر 500 ارب روپے کیا جا رہا ہے۔ قرضوں کی فراہمی میں اضافے اور انشورنس اسکیموں کی بنا پر کسانوں کو مالی وسائل کی دستیابی میں مزید سہولت حاصل ہوگی۔

(7) خصوصی علاقوں کی صنعتی ترقی کے لیے **Incentives Package:**
مکران ڈویژن، گلگت بلتستان، ضلع سوات اور فاٹا میں ٹرانسپورٹ اور Processing کی سہولیات نہ ہونے سے پھل اور دیگر زرعی پیداوار کو سخت نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے حکومت نے ان علاقوں میں Processing کے منصوبوں کی مدد کی خصوصی اسکیم بنائی ہے۔ ان منصوبوں کو پاکستان میں تیار نہ ہونے والی مشینری درآمد کرنے پر ڈیوٹی اور ٹیکسوں کی Exemption حاصل ہو گی اور اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے ذریعے Concessional Long Term Financing Facility بھی ملے گی۔ اس کے علاوہ ان علاقوں میں مقامی پھلوں کے پراسیسنگ پلانٹ کو 5 سال کے لیے ٹیکس سے استثنیٰ حاصل ہو گا۔

(8) **Airfrieght Subsidy:** حکومت نے گلگت بلتستان سے پھولوں اور پھلوں کی ہوائی جہاز کے ذریعے نقل و حمل کے لیے 50 فیصد سبسڈی دینے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

ہاؤسنگ

جناب اسپیکر!

41۔ گھر ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لوگوں کو گھر کے حصول میں مدد فراہم کرے۔ ملک میں گھروں کی تعمیر کو فروغ دینے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے جارہے ہیں:۔

(1) **Low-Cost Housing Guarantee Scheme**: کم آمدنی والے شہریوں کو اپنا گھر حاصل کرنے کے لئے حکومت نے کم لاگت گھروں کیلئے قرضے فراہم کرنے کا خصوصی پروگرام بنایا ہے۔ اس اسکیم کے تحت بنک اور مالیاتی ادارے دس لاکھ روپے تک کے قرضے فراہم کریں گے جبکہ ان میں سے 40فیصد تک کی رقم کی گارنٹی حکومت فراہم کرے گی۔ یہ اسکیم پاکستان بھر میں لاگو ہوگی اور کم آمدنی والے گھرانوں کی امداد کے لیے اس نئے پروگرام کے ذریعے 20 ارب روپے کے 25,000 قرضے دیئے جائیں گے۔

(2) **Mortgage Refinance Company**: حکومتِ پاکستان بنکوں، مالیاتی اداروں اور بین الاقوامی ترقیاتی اداروں کے اشتراک سے ایک Mortgage Refinance Company بنا رہی ہے جس کے ذریعے گھر بنانے کے لیے لمبی مدت کے قرضے فراہم کئے جائیں گے۔ کمپنی کا Paid up Capital 6 ارب روپے سے شروع ہوگا۔ یہ کمپنی گھروں کیلئے قرضے دینے والے اداروں کو Refinance Facility فراہم کرے گی۔ حکومت پاکستان اس کمپنی میں 1 ارب 20 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کرے گی۔

(3) **HBFC کی بحالی اور تعمیرنو:** ہاؤس بلڈنگ فنانس کمپنی کم آمدنی والے اور متوسط طبقے کو گھر بنانے کے لئے قرضے دینے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ اس ادارے کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس ادارے کو

فوری طور پر فعال بنایا جائے تا کہ یہ ہاؤسنگ کے شعبے میں اپنا اہم کردار ادا کر سکے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔

- بورڈ آف ڈائریکٹرز کا فوری قیام
- استعداد اور کارکردگی میں بہتری
- طریقہ کار کی آسانی
- ڈوبے ہوئے قرضوں کی واپسی کی خصوصی مہم
- نئے وسائل کی فراہمی

(4) **Prime Minister Low Cost Housing Scheme**: مندرجہ بالا اقدامات کے علاوہ وزیراعظم کی اس اسکیم کے لیے اس بجٹ میں 6 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

Prime Minister Health Insurance Scheme

جناب اسپیکر!

42۔ اس وقت پاکستان کی آبادی کا صرف ایک چوتھائی حصہ صحت پر صرف ہونے والے اخراجات کے لیے Insurance Cover رکھتا ہے۔ جبکہ 74 فیصد پاکستانی، جن میں اکثریت غرباء اور دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والوں کی ہے، یہ اخراجات اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں۔ اس صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے جلد از جلد اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس لیے صوبائی حکومتوں کے اشتراک سے ایک انشورنس اسکیم تشکیل دی جا رہی ہے جس کے تحت وفاقی حکومت انتہائی غریب طبقے کے لوگوں کو مخصوص بیماریوں اور Tertiary Level صحت کی سہولیات کی انشورنس مہیا کی جائے گی بشرطیکہ صوبائی حکومتیں پرائمری اور ثانوی سطح کی سہولتوں کے لیے انشورنس

فراہم کریں۔ اس اسکیم کا پائلٹ بنیادوں پر آغاز کرنے کے لیے بجٹ میں 1 ارب روپے رکھے جا رہے ہیں۔

Pakistan Development Fund

جناب اسپیکر!

43۔ ماضی میں انفراسٹرکچر کے اہم منصوبوں کے لیے سرمایہ کاری کے حصول کے لیے Friends of Democratic Pakistan کا فورم قائم کیا گیا تھا۔ جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم نے Pakistan Development Fund Limited کے نام سے کمپنی قائم کر دی ہے۔ جس کے لیے ہم نے 157 ارب روپے کے وسائل فراہم کیے ہیں۔ یہ کمپنی پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کو فروغ دیتے ہوئے ترقیاتی منصوبوں کے لیے سرمایہ فراہم کرے گی۔

Islamic Banking

جناب اسپیکر!

44۔ ہم نے ملک میں اسلامی بینکنگ اور فنانس کے نظام کو فروغ دینے کے لیے نئی کوششیں شروع کردی ہیں۔اس سلسلے میں علما، بنکاروں، معیشت دانوں اور سرکاری ملازمین پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جو31 دسمبر 2014 تک ایسے اقدامات کی سفارش کرے گی جن سے بینکوں کے مجموعی اثاثوں میں اسلامی بینکوں کے حصے میں اضافہ ہو، اسلامی بینکنگ کی رسائی میں وسعت دینے میں حائل رکاوٹیں دور ہوں، اسلامی فنانشل پراڈکٹس کی تعداد میں اضافہ ہو، حکومت کی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے اسلامی طریقے وضع کیے جائیں۔ اور ملک میں اسلامی بینکاری

کے نظام کے وسیع تر اطلاق کو ممکن بنانے کے لیے درکار اقدامات کا تعین کیا جائے۔ اس شعبے میں تحقیق کے لیے اسلامی معاشیات کا Center of Excellence بھی قائم کیا جا رہا ہے۔

بجٹ تخمینہ جات (Budget Estimates)

جناب اسپیکر!

45۔ اب میں نئے مالی سال کیلئے محاصل اور اخراجات کے تخمینوں کی طرف آتا ہوں۔

46۔ 15-2014 کیلئے وفاقی حکومت کے مجموعی محاصل کا تخمینہ 3,945 ارب روپے رکھا گیا ہے جو گزشتہ برس کے 3,597 ارب روپے سے 10 فیصد زیادہ ہے۔ ہم ٹیکسوں میں مزید اضافہ کرنے کے لیے بھرپور کوشاں ہیں کیونکہ محاصل میں اضافہ کے بغیر Development and Social Protection Expenditures نہیں بڑھائے جاسکتے۔ میں تقریر کے دوسرے حصے میں اس کی تفصیلات پیش کروں گا۔

47۔ ان محاصل میں صوبوں کا حصہ پچھلے سال کے 1,413 ارب روپے سے بڑھ کر 1,720 ارب روپے ہو جائے گا جوکہ 22 فیصد اضافہ ہے۔ صوبوں کو ان کے وسائل دینے کے بعد وفاقی حکومت کے پاس 2,225 ارب روپے بچیں گے۔ وفاقی حکومت کو اس بات کا ادراک ہے کہ نئے آئینی انتظام کے تحت سماجی شعبے کی خدمات کی فراہمی کیلئے صوبوں کی ذمہ داریوں میں پہلے کی نسبت اضافہ ہو گیا ہے۔ سماجی خدمات اور امن و امان کی بہتری کیلئے صوبوں کے وسائل اس حکومت کے پہلے 2 سالوں میں 1215 ارب روپے سے بڑھ کر 1720 ارب روپے ہو جائیں گے۔ یعنی 42 فیصد اضافہ۔

48۔ 15-2014 کے دوران وفاقی حکومت کے اخراجات کا اندازہ 3,937 ارب روپے رکھا گیا ہے جو اس سال کے نظرثانی شدہ تخمینے 3,844 ارب روپے سے صرف2 فیصد زیادہ ہے اور افراطِ زر کی شرح سے بہت کم ہے۔ تاہم ہم نے افواجِ پاکستان کی ضروریات کو پوری طرح مدِنظر رکھتے ہوئے ضروری وسائل مہیا کر دیے ہیں۔ تمام تر اخراجات کو سامنے رکھتے ہوئے اندازہ لگائیں تو پتہ چلتا ہے کہ Real Termsمیں حکومتی اخراجات بڑھنے کی بجائے کم ہو رہے ہیں۔ محاصل میں اضافے اور اخراجات میں کمی کی حکمتِ عملی سے ہم خود انحصاری اور پائیدار ترقی حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ 15-2014 کیلئے Current Expenditure کا اندازہ 3,130 ارب روپے ہے جو 14-2013 کے2,935 ارب روپے کے Revised Estimates کے مقابلے میں 6.6 فیصد زیادہ ہے۔ تاہم ترقیاتی بجٹ کے لئے خاطر خواہ رقوم فراہم کی گئی ہیں تاکہ معیشت کی سرمایہ کاری کی ضروریات پوری ہوسکیں۔ اس سال کے 425 ارب روپے کے Revised Estimates کے مقابلے میں 15-2014 میں ترقیاتی پروگرام کیلئے 525 ارب روپے رکھے گئے ہیں جو تقریباً 24فیصد کا اضافہ ہے۔

49۔ بجٹ خسارہ (Fiscal Deficit)معاشی عدم استحکام کی سب سے بڑی وجہ ہے کیونکہ اس سے افراطِ زر میں اضافہ ہوتا ہے اور بیرونی شعبہ بھی بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہم مالیاتی خسارے کوکم کرنے میں خاصی حد تک کامیاب ہوگئے ہیں کیونکہ پچھلے سال کے 8.2 فیصد کے مقابلے میں کم ہوکر رواں مالی سال میں 5.8 فیصد پر آ گیا ہے جبکہ مالی سال 15-2014 میں اسے مزید کم کرتے ہوئے 4.9 فیصد تک محدود کیا جائے گا۔ مالی سال 15-2014 کے دوران وفاقی مالیاتی خسارے کا تخمینہ 1,711 ارب روپے ہے۔ جبکہ 14-2013 کے دوران یہ 1,660 ارب روپے رہا ہے۔ گذشتہ سال کے 183 ارب روپے کی نسبت اس سال صوبوں کا Surplus 289 ارب روپے متوقع ہے۔ جس کی بنا پر مالی سال 15-2014 میں مجموعی مالی خسارہ 1,422 ارب روپے رہنے کی توقع ہے۔

جناب اسپیکر!

50۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ Fiscal Deficit مسلسل کم ہو رہا ہے جس سے حکومت کے ذمہ دارانہ مالیاتی اور اقتصادی رویے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ہم یہ رجحان برقرار رکھیں گے اور اگلے مالی سال میں Fiscal Deficit کو 4 فیصد تک محدود کر دیا جائے گا جس سے ملکی معیشت میں مزید استحکام آئے گا۔

حصہ دوم

جناب اسپیکر!

51۔ اب میں آپکی اجازت سے اپنی تقریر کا دوسرا حصہ پیش کرتا ہوں جو ٹیکس تجاویز پر مشتمل ہے۔

52۔ ہماری حکومت کو 14-2013 میں ٹیکس وصولی کی بدترین کارکردگی ورثے میں ملی۔ 2,381 ارب روپے کے بجٹ ٹارگٹ کے مقابلے میں2,050 ارب روپے کی نظرثانی شدہ ٹیکس وصولی کی figure ملی۔ جس کا مطلب تھا کہ بجٹ اندازوں سے 331 ارب روپے کمی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ مایوس کن بات یہ تھی کہ آخر کار فقط 1,946 ارب روپے جمع ہوئے جو نظرثانی شدہ تخمینے سے مزید 104 ارب روپے کم تھے۔ اس طرح ٹیکس وصولی میں 12-2011 کے مقابلے میں 13-2012 میں صرف 3 فیصد کا اضافہ ہو سکا۔

53۔ اس مایوس کن کارکردگی کے بعد ہم نے صورتحال کو بہتر بنانے کی کوشش شروع کی اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے ٹیکس وصولی میں 16.4 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ استحکام کی منزل سے گذرتی ہوئی معیشت کے لیے یہ اچھی کارکردگی ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں ٹیکس محصولات بڑھانے کے لیے مزید کوششیں کرنے کی ضرورت ہو گی تا کہ ہم اپنی ترقیاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مزید ٹیکس وصول کرنے ہوں گے۔

ٹیکس تجاویز کے اصول

54۔ میں شروع میں ہی ٹیکس تجاویز 15-2014 کے بنیادی اصول اور مقاصد پیش کرنا چاہوں گا۔

(1) کل ٹیکس میں Direct Taxes کا حصہ بڑھایا جائے گا۔

(2) ٹیکس کے دائرے سے باہر رہ جانے والوں سے ٹیکس وصولی کی جائے گی جبکہ پہلے سے ٹیکس دینے والوں کو تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

(3) ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو قانون پر عملدرآمد نہ کرنے کی قیمت ادا کرنی پڑے گی جس سے ان کے کاروبار کرنے کی لاگت میں اضافہ ہوگا۔

(4) ٹیکس نظام کو سادہ بنایا جائے گا اور ایس آر اوز کے ذریعے دی جانے والی غیر مساویانہ رعائتوں کو بتدریج ختم کیا جائے گا۔

(5) محصولات کی وصولی کو بہتر بناتے ہوئے Tax to GDP کی شرح میں اضافہ کیا جائے گا۔

6۔ ایک سادہ اور مساویانہ ٹیکس نظام کے بنیادی اصول پہ سمجھوتہ کیے بغیر ملک میں بیرونی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے مناسب ترغیبات دی جائیں گی۔

55۔ ہماری ٹیکس تجاویز ان ٹھوس اصولوں کی رہنمائی میں تیار کی گئی ہیں۔ اب میں ٹیکس تجاویز پیش کرتا ہوں۔

ایس آر اوز (SROs) کا بتدریج خاتمہ

56۔ میں نے اپنی گذشتہ بجٹ تقریر میں غیر مساویانہ رعائتوں کا ذکر کیا تھا۔ کئی برس کے پیچیدہ اور طویل عمل کے ذریعے ٹیکس اور ڈیوٹی کے نظام میں کئی سطحیں بنا دی گئیں تھیں جو آج تک ٹیکس ادا کرنے والوں کے درمیان تفریق پیدا کرتی ہیں۔

57۔ پچھلے کئی برسوں میں بہت سے ایس آر اوز خصوصی گروہوں اور بااثر افراد کے مفاد کے پیش نظر جاری کئے گئے۔ ان رعائتوں سے چھوٹے کاروبار شروع کرنے میں رکاوٹیں پیدا

ہوئیں، بڑے کاروباروں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا گیا اور ایک طرح سے لائسنسوں کا ایسا نظام بنا دیا گیا جس کے تحت کوٹے اور منظوریوں کو رواج دیا گیا۔

جناب اسپیکر!

58۔ وزیراعظم نواز شریف کی جانب سے بنائی جانے والی اعلیٰ سطحی کمیٹی نے وسیع تر مشاورت سے تیار کردہ اصولوں کے مطابق سارے رعایتی نظام کا جائزہ لیا۔ کمیٹی میں صنعت و تجارت کے شعبوں کے نمائندے بھی موجود تھے جنہوں نے تین سال کے اندر اندر تمام امتیازی رعایتیں ختم کرنے کی سفارش کی جسے وزیراعظم نے منظور کر لیا۔

جناب اسپیکر!

59۔ یہ ہمارے ملک کے ٹیکس نظام کی تاریخ میں ایک اہم موڑ ہے کیونکہ آج کئی برس سے چلی آ رہی بااثر طبقوں کی خصوصی مراعات کا خاتمہ کیا جا رہا ہے۔ ہم ایک سادہ، شفاف اور برابری پر مبنی ٹیکس نظام کے ارتقاء کی طرف اہم پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایسے چھوٹے چھوٹے کاروبار جو رعائتیں حاصل کرنے کے پیچیدہ طریق کار کی صلاحیت نہیں رکھتے اب برابری کی سطح پر کاروبار کر سکیں گے۔ صوابدیدی اختیار اور بدعنوانی کا ایک بڑا ذریعہ ختم کیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر!

60۔ ہماری حکومت معیشت میں ترقی اور برابری کو فروغ دینے پر زور دیتی ہے۔ ہماری ٹیکس تجاویز اِسی سمت میں ایک اور قدم کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نجی شعبہ ترقی کا بنیادی ذریعہ ہے اور چھوٹے کاروباروں سے لے کر بڑے صنعتی اداروں تک سب کو ترقی کے مواقع دینا ہماری حکمتِ عملی کا حصہ ہے۔ ٹیکس کا منصفانہ نظام ترقی اور نمو کو فروغ دینے میں مددگار ہو گا۔ اس لیے

ہماری ٹیکس تجاویز سے معاشی سرگرمی پر کوئی اضافی بوجھ نہیں پڑے گا۔ ہم ترقی کو روکنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف مالدار طبقوں کی آمدن اور خرچ پر ٹیکس وصول کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا Vision ہے کہ ہم اپنے وسائل کے ذریعے پاکستان کو خودانحصاری کی طرف لے چلیں۔ ہمارا مقصد Tax to GDP کی شرح میں اضافہ کرنا، مالیاتی خسارے کو بتدریج کم کرنا اور ترقی کے لیے مزید وسائل فراہم کرنا ہے جس سے معاشی نمو میں اضافہ ہو اور عوام کو فائدہ ملے۔

جناب اسپیکر!

61۔ ہماری حکومت بلا سوچے سمجھے اور یکطرفہ فیصلے کرنے پر یقین نہیں رکھتی۔ اپنے اس فلسفے کے تحت ہم نے ٹیکس تجاویز کی تیاری کے لیے بڑے پیمانے پر مشاورت کی ہے۔

Economic Advisory Council, Federation of Pakistan Chambers of Commerce and Industry, Representatives of Chambers of Commerce and Industry from all Provinces,

تجارتی تنظیموں کے نمائندے، انجمن ہائے تاجران، پیشہ ورانہ تنظیمات اور اقتصادی ماہرین سے موجودہ بجٹ کے لیے تجاویز اور سفارشات مانگی گئیں جن کو ہر ممکن حد تک ٹیکس تجاویز کا حصہ بنایا گیا۔

ریلیف کے اقدامات (Relief Measures)

جناب اسپیکر!

62۔ اب میں بجٹ 15-2014 کے ذریعے متعارف کروائے جانے والے ریلیف کے چیدہ چیدہ اقدامات کا ذکر کروں گا۔

(1) **Capital Market کے لیے ریلیف:** 14-2013 میں پاکستان معیشت میں

بہترین کارکردگی کے حوالے سے اسٹاک مارکیٹ سب سے آگے ہے۔ یکم جولائی 2014 سے Capital Gains Tax کی شرح 10 فیصد سے بڑھ کر 17.5 فیصد ہونی تھی۔ مگر اسٹاک مارکیٹ میں استحکام کو یقینی بنانے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم جولائی 2014سے 12 ماہ تک Securities رکھنے پر Capital Gains Tax کی شرح 12.5 فیصد جبکہ 12 ماہ سے زیادہ اور 24 ماہ تک Securities رکھنے پر ٹیکس کی شرح 10 فیصد ہو گی۔ 24 ماہ سے زیادہ Securities رکھنے پر Capital Gains Tax سے استثنیٰ ہو گا۔

(2) **Foreign Investment کے لیے ترغیبات:** صنعتی طور پر ترقی یافتہ پاکستان کے Vision کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہم مینوفیکچرنگ کے شعبے میں ملکی اور بیرونی سرمایہ کاری کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ اس معزز ایوان کو یاد ہو گا کہ وزیراعظم محمد نواز شریف نے اس سے قبل مینوفیکچرنگ، کنسٹرکشن، ہاؤسنگ اور مائننگ کے شعبوں میں ملکی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے خصوصی پیکیج کا اعلان کیا تھا۔

اب صنعتی شعبے اور ہاؤسنگ کے منصوبوں میں بیرونی سرمایہ کاری کو فروغ دینے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ اگر یہ منصوبے 30 جون 2017 تک لگیں اور Total Project Cost کا پچاس فیصد Equity کی شکل میں بیرونی سرمائے سے حاصل ہو تو کارپوریٹ ٹیکس کی 33 فیصد شرح کو کم کر کے 20 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔ اس سے foreign Investment کو فروغ حاصل ہو گا اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔

(3) **کمپنیوں اور AOPs کے مابین شراکت کے لیے ترغیبات:** باہر سے آنے والی کمپنیوں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے کسی مقامی کمپنی کے ساتھ شراکت کرنا پڑتی ہے اور ان شراکتی کمپنیوں کے باہمی معاہدے کی رسیدوں پر حتمی

ٹیکس وصول کیا جاتا ہے اور اس طرح غیر مقامی کمپنیوں کو اپنے غیر مقامی ہونے کا فائدہ نہیں مل پاتا۔ غیر مقامی کمپنی کو سہولت دینے کے لیے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ اگر کسی Joint Venture کا ایک رکن کمپنی کا درجہ رکھتا ہے تو اس پر مروجہ شرح کے مطابق علیحدہ سے ٹیکس لاگو ہو گا۔ جبکہ بقایا افراد پر AOP کی حیثیت سے الگ ٹیکس لاگو ہو گا۔

(4) **زراعت کے شعبے کے لیے ترغیبات:** زرعی شعبے کو ترقی دینے اور Tunnel Farming کی حوصلہ افزائی کے لیے ہم پلاسٹک کے Cover، Mulch Film، کیڑے مکوڑوں سے بچاؤ کے جال اور سایہ فراہم کرنے والے جال کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی ختم کرنے کی تجویز دے رہے ہیں۔ High Irrigation Equipment اور گرین ہاؤس فارمنگ کے آلات کو سیلز ٹیکس سے چھوٹ دینے کی بھی تجویز ہے۔

(5) **کارپوریٹ ٹیکس کی شرح میں کمی:** گذشتہ سال کے بجٹ میں اعلان کے مطابق اگلے مالی سال یعنی 15-2014 کے لیے کارپوریٹ ٹیکس 33 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

(6) **شادیوں اور تقریبات پر ودہولڈنگ ٹیکس میں کمی:** پچھلے سال ٹیکس دائرے سے باہر رہ جانے والے افراد کے اخراجات ریکارڈ کرنے کی خاطر شادیوں اور تقریبات کا اہتمام کرنے والے افراد پر 10 فیصد ایڈوانس ودہولڈنگ ٹیکس لگایا گیا تھا۔ جس کو متوسط طبقہ کی سہولت کے لیے کم کر کے 5 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

(7) **معذور افراد کے لیے ریلیف:** معذور افراد ہمدردی اور خصوصی سلوک کے مستحق ہیں، اس لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ اُن کی 10 لاکھ تک کی آمدنی پر ٹیکس 50 فیصد کم کر دیا جائے۔

(8) **ٹیلی کمیونیکیشن سیکٹر پر ٹیکسوں میں کمی:** ٹیلی کمیونیکیشن معاشرے کے تمام طبقات

کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اس شعبے میں روزگار کے مواقع بڑھانے کی بڑی صلاحیت ہے۔ لہذا اس سیکٹر کی ترقی کے لیے Incentives کی تجویز ہے:۔

☆ اس وقت ٹیلی کام سروسز پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور Provincial GST دونوں کا19.5 فیصد کی شرح سے اطلاق ہوتا ہے جو کہ غیر مناسب ہے۔اس کو معقول بنانے کے لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جن صوبوں میں ٹیلی کمیونیکیشن سروسز پر GST لاگو ہو چکا ہے، وہاں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی واپس لی جا رہی ہے۔

☆ جہاں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی لاگو ہو گی وہاں اس کی شرح کو 19.5 فیصد سے کم کر کے 18.5 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

☆ اس کے علاوہ ٹیلی فون سروسز پر ودہولڈنگ انکم ٹیکس کی شرح 15 فیصد سے کم کر کے 14 فیصد کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(9) **انکم سپورٹ Levy کا خاتمہ:** فنانس ایکٹ 2013 کے ذریعے انکم سپورٹ Levy ایکٹ کا نفاذ کیا گیا تھا۔ جس کا مقصد معاشی طور پر کمزور افراد کے لیے BISP اسکیم کے لیے اربوں روپے کے اضافی وسائل اکٹھے کرنے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے مختلف طبقات سے اس لیوی کو ویلتھ ٹیکس تصور کیا گیا اور عدالتوں سے اس کی وصولی کے خلاف Stay Order حاصل کیے گئے۔رواں مالی سال میں اس سے صرف8 کروڑ 50 لاکھ روپے حاصل ہوئے جو کہ ٹیکس گذاروں نے رضاکارانہ طور پر ادا کیے ہیں۔لہذا یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ انکم سپورٹ لیوی ایکٹ 2013 منسوخ کر دیا جائے۔

انکم ٹیکس(Income Tax)

جناب اسپیکر!

63۔ اب میں انکم ٹیکس تجاویز کی طرف آتا ہوں تاکہ محصولات میں اضافہ کر کے Tax to GDP Ratio کو بڑھایا جائے۔

64۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ہمارا زور اس بات پر ہے کہ خوشحال طبقوں کو اپنی آمدنی کے تناسب سے ٹیکس دینا چاہیے اور ٹیکس نہ دینے والوں کو باقاعدگی سے ٹیکس دینے والوں کی نسبت زیادہ ٹیکس دینا چاہیے۔ اس سلسلے میں انکم ٹیکس تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

(1) **ہوائی جہازوں کے فرسٹ کلاس اور بزنس کلاس ٹکٹوں پر ایڈوانس ٹیکس:** تجویز کیا جاتا ہے کہ ہوائی جہازوں کے فرسٹ کلاس اور کلب کلاس کے ٹکٹوں پر ٹیکس ادا کرنے والے مسافروں سے 3 فیصد اور ٹیکس ادا نہ کرنے والے مسافروں سے 6 فیصد ایڈوانس ٹیکس وصول کیا جائے۔ اکانومی کلاس کے مسافر اس سے مستثنیٰ ہوں گے تاکہ محنت مزدوری اور تعلیم حاصل کرنے کے لیے بیرونِ ملک جانے والے افراد پر بوجھ نہ پڑے۔

(2) **غیرمنقولہ جائیداد کی خریداری پر ایڈوانس ٹیکس:** جلد منافع کمانے کے چکر میں جائیدادوں اور پلاٹوں کی خرید وفروخت میں کافی زیادہ سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ بغیر مکان تعمیر کیے اس شعبے میں ہونے والی سرمایہ کاری غیر پیداواری ہوتی ہے اور اسے پیداواری شعبوں کی طرف لے جانے کی ضرورت ہے۔ پلاٹوں کی خرید وفروخت کو ریکارڈ کرنے اور ٹیکس کے دائرے میں لانے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کی خریداری پر Adjustable ایڈوانس ٹیکس وصول کیا جائے۔ ٹیکس گذاروں کے لیے اس ٹیکس کی شرح کو 1 فیصد جبکہ ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے لیے 2 فیصد مقرر کیا جار ہا ہے۔ تاہم بیس لاکھ سے کم قیمت

کی جائیدادوں اور بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کے لیے سرکاری اسکیموں کو اس ٹیکس سے چھوٹ حاصل ہو گی۔

اسی طرح ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے لیے غیرمنقولہ جائیداد کی فروخت پر Adjustable Capital Gains Tax کی شرح 0.5 فیصد سے بڑھا کر 1 فیصد کرنے کی تجویز ہے۔

(3) **ایک لاکھ روپے ماہانہ سے زائد کے بجلی کے گھریلو بلوں پر ایڈوانس ٹیکس:** امیروں سے ٹیکس میں مناسب حصہ ڈالنے اور اسراف کی حوصلہ شکنی کرنے کے لیے ایک لاکھ روپے ماہانہ یا اس سے زائد کے بجلی کے گھریلو صارفین کے بلوں پر 7.5 فیصد کی شرح سے ایڈوانس ٹیکس وصول کرنے کی تجویز ہے۔

(4) **ٹیکس ریٹرن جمع نہ کروانے والوں کے منافع اور حصص کی خریداری پر زائد ایڈوانس ٹیکس کی وصولی:** جو لوگ ٹیکس ادا نہیں کرتے یا جنہوں نے پچھلے مالی سال میں ٹیکس ریٹرن جمع نہ کروائے ہوں اُن کے منافع اور حصص کی آمدن پر 5 فیصد اضافی Adjustable ایڈوانس ٹیکس لاگو کیا جائے گا۔ تاہم اگر وہ ریٹرن جمع کرا دیں تو اس اضافی ٹیکس کی Adjustment کرائی جا سکتی ہے۔ یہ ٹیکس پانچ لاکھ روپے سالانہ تک کے منافع پر لاگو نہیں ہو گا تاکہ کم آمدنی والے اور متوسط طبقے پر اثر نہ پڑے۔

(5) **ٹیکس ریٹرن جمع نہ کروانے والوں کے بنک سے پیسے نکلوانے پر اضافی ایڈوانس ٹیکس:** اسی طرح ٹیکس ریٹرن جمع نہ کروانے والوں کو بنک سے پیسے نکلوانے پر 0.2 فیصد کی شرح سے اضافی ٹیکس دینے کی تجویز ہے۔

(6) **ریٹرن جمع نہ کروانے والوں پر کار کی رجسٹری کروانے پر اضافی ٹیکس:** ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کو گاڑیوں کی رجسٹریشن پر فنانس بل میں بیان کی گئی شرح سے اضافی ٹیکس دینے کی تجویز ہے۔

(7) **عدم مساوات کا خاتمہ:** ٹیکس نظام میں بہت سی غیر مساویانہ خرابیاں موجود ہیں۔ ٹیکس کا نظام ایک کو دوسرے پر برتری دیتا ہے۔اس بجٹ میں Mutual Fund اور دیگر کارپوریٹ Entities کے لیے غیر مساویانہ ٹیکس ریٹ ختم کرنے کی تجویز ہے۔

(8) **اکاؤنٹنگ انکم پر ٹیکس:** کارپوریٹ کیسوں میں قابل ٹیکس آمدنی عام طور پر اکاؤنٹنگ انکم سے کافی کم ہوتی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ تکنیکی بنیادوں پر حاصل ہونے والی Tax Avoidance کی پلاننگ کی جاتی ہے۔ اس لئے اب اکاؤنٹنگ انکم پر 17 فیصد کی شرح سے Alternate Corporate Tax نافذ کرنے کی تجویز ہے۔ کمپنیوں پر کارپوریٹ ٹیکس اور متبادل ٹیکس میں سے جو بھی زائد ہو، لاگو کیا جائے گا۔ لیکن Exempt Income پر یہ ٹیکس لاگو نہیں ہو گا۔متبادل ٹیکس کی Adjustment دس سال تک کی جا سکے گی۔

(9) **Tax Loopholes کا خاتمہ:** بعض اقسام کی آمدن پر ٹیکس ادائیگی سے بچنے کے لیے لوگ Tax Loopholes کا سہارا لیتے ہیں۔ کمپنیوں کے بونس شیئر اور میوچل فنڈز اور مضاربہ کے بونس یونٹس پر ٹیکس اور Dividend پر ٹیکس ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ اس تضاد کو اب دور کیا جا رہا ہے۔

(10) **خدمات پر ٹیکس کی شرح:** اس وقت کارپوریٹ اور نان کارپوریٹ ٹیکس گذاروں کی خدمات پر لاگو ٹیکس کی شرح بالترتیب 6 فیصد اور 7 فیصد ہے۔ چونکہ خدمات فراہم کرنے والے افراد کے منافع کی شرح کافی بلند ہوتی ہے اس لیے ٹیکس کی یہ شرح کافی کم سمجھی جاتی ہے۔ اس شرح کو مناسب حد تک لانے کے لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ کارپوریٹ ٹیکس دہندگان کے لیے خدمات پر ٹیکس کی شرح 8 فیصد اور دیگر ٹیکس دہندگان کے لیے 10 فیصد کر دی جائے۔

(11) **فائنل ٹیکس Regime میں تبدیلیاں:** فائنل ٹیکس Regime کے تحت ٹیکس دینے

والے افراد صرف Statements جمع کرواتے ہیں، اکاؤنٹس جمع نہیں کرواتے۔ جس کی بنا پر اصل کمائی گئی آمدنی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس سہولت کا غلط استعمال بھی ہوتا ہے کیونکہ دیگر ذرائع آمدنی والے لوگ بھی صرف Statements جمع کرا دیتے ہیں۔ ریٹرن اور اکاؤنٹ دونوں جمع کروانے پر عملدرآمد کے لیے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ تجارتی درآمد کنندگان، مقامی اور غیر ملکی ٹھیکیداروں، خدمات فراہم کرنے والوں، برآمد کنندگان، پٹرول پمپ چلانے والوں اور کمیشن ایجنٹوں پر ٹیکس کٹوتی کی موجودہ شرح صرف اسی صورت میں لاگو ہو گی اگر وہ ریٹرن جمع کروائیں گے۔ ورنہ ان سے فنانس بل میں شامل اضافی شرح پر ٹیکس وصول کیا جائے گا۔

(12) **غیر ملکی Institutional Investors پر ٹیکس کا نفاذ:** غیر ملکی Institutional Investors نہ تو ریٹرن جمع کرواتے ہیں اور نہ ہی ان سے Capital Gains Tax وصول کیا جاتا ہے۔ اس لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ ان کو ودہولڈنگ ٹیکس کے نظام کے تحت لایا جائے۔ اس اقدام سے ٹیکس کا دائرہ وسیع ہو گا۔

(13) **NTN کا لازمی حصول:** ٹیکس کا دائرہ مزید وسیع کرنے کی خاطر یہ تجویز کیا جا رہا ہے کہ بجلی اور گیس کے تجارتی اور صنعتی کنکشن حاصل کرنے کے لیے نیشنل ٹیکس نمبر ہونا لازمی ہو گا۔

سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (Sales Tax & Federal Excise Duty)

جناب اسپیکر!

65۔ حکومت نے فوری طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ بلاواسطہ (Direct) ٹیکسوں کا حصہ بڑھایا جائے کیونکہ یہ Progressive ٹیکس ہیں اور بالواسطہ (Indirect) ٹیکسوں کا حصہ کم کیا جائے

کیونکہ وہ عام آدمی کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لئے آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ اس بجٹ میں سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جا رہا ہے۔

66۔ سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے سلسلے میں گذشتہ بجٹ برائے مالی سال 14-2013 سے ہی حکومت کا یہ مقصد رہا ہے کہ ٹیکس کے دائرے کو وسعت دی جائے، امیر اور با اثر لوگوں کو ٹیکس نہ دینا مہنگا پڑے، ٹیکس نظام میں بگاڑ پیدا کرنے والے تضادات کو ختم کیا جائے اور ٹیکس دینے والے اور ٹیکس وصول کرنے والوں کے درمیان رابطہ کم سے کم کرنے کے لیے خود کاری (Automation) کو فروغ دیا جائے۔اس سلسلے میں بجٹ میں لیے جانے والے چند اہم اقدامات درج ذیل ہیں:

(1) **Retailers کے لیے سیلز ٹیکس کا سادہ نظام:۔ درجہ اول:** مختلف وجوہات کی بنا پر Retailers کی ایک بڑی تعداد ابھی تک ٹیکس کے دائرے سے باہر ہے۔ پچھلی حکومتوں نے ان کو رجسٹر کرنے کے لیے بڑی کوششیں کیں جو ناکام رہیں۔اس مسئلے کے تجزیے اور ان کے نمائندگان سے صلاح و مشورہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ Retailers کی اکثریت اپنا جائز ٹیکس ادا کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کے لیے سادہ اور آسان طریقہ کار چاہتے ہیں۔ نتیجتاً Retailers کو دو درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ درجہ اول میں مندرجہ ذیل لوگ شامل ہیں:

(الف) وہ Retailers جو کسی قومی یا بین الاقوامی Chain Stores کا حصہ ہوں؛ یا

(ب) جو ائیر کنڈیشنڈ شاپنگ پلازوں میں بیٹھے ہوں؛ یا

(ج) جن کے پاس کریڈٹ کارڈ یا ڈیبٹ کارڈ کی مشینیں ہوں؛ یا

(د) جن کا بجلی کا ماہانہ بل 50,000 روپے سے زیادہ ہو۔

اس قسم کے Retailers پر یہ لازم ہو گا کہ وہ سیلز ٹیکس ریگولر انداز میں جمع کرائیں اور لین دین کا ریکارڈ خصوصیات کے حامل الیکٹرونک کیش رجسٹر پر رکھیں۔ صارفین سے یہ گذارش ہے کہ وہ سیلز ٹیکس ادائیگی کی رسیدیں ضرور حاصل کریں کیونکہ ان رسیدوں کی بنیاد پر قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کیے جائیں گے۔

(2) **Retailers کے لیے سیلز ٹیکس کا سادہ نظام:۔ درجہ دوم:** بقیہ تمام Retailers درجہ دوم میں شامل ہوں گے۔ ان کے لیے ہم بجلی کے بلوں کے ذریعے سیلز ٹیکس کی ادائیگی کا سادہ نظام متعارف کروا رہے ہیں۔ چنانچہ وہ Retailers جن کے بجلی کے بل 20,000 روپے ماہانہ تک ہوں گے اُن پر 5فیصد سیلز ٹیکس لاگو ہو گا۔ جبکہ اس سے زیادہ بل والوں پر 7.5 فیصد سیلز ٹیکس لاگو ہو گا۔ سیلز ٹیکس کی یہ شرح اِس وقت رائج شرح سے بہت کم ہے۔

(3) **برآمدی صنعتوں کی اشیاء کی اندرون ملک فروخت پر سیلز ٹیکس:** حکومت کی یہ خواہش ہے کہ برآمدات میں اضافہ ہو۔ تاہم برآمدات کے لیے مخصوص سہولتیں اندرون ملک فروخت کے لیے استعمال نہیں ہونی چاہئیں ورنہ مارکیٹ میں بگاڑ کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ SRO 1125(1)2011 پانچ بڑی برآمدی صنعتوں، ٹیکسٹائل، چمڑے کی صنعت، قالین، سرجری اور کھیلوں کی اشیاء کی حوصلہ افزائی کے لیے جاری ہوا تھا۔ تاہم اس SRO کے تحت درآمد شدہ اشیاء بھی سیلز ٹیکس کے رعائتی ریٹ کا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اس نوٹیفکیشن کی وجہ سے درج بالا پانچ صنعتوں کی پیداواری اشیاء کے اوپر لاگو سیلز ٹیکس کی شرح اور درآمد شدہ اشیاء پر لاگو رعائتی سیلز ٹیکس کی شرح کے درمیان بہت فرق ہے۔اس سے بگاڑ، ٹیکس چوری اور غلط رجحانات جنم لے رہے ہیں۔ چنانچہ یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ ان صنعتوں کی حتمی پیداواری اشیاء کی درآمدات پر سیلز ٹیکس اپنی معیاری شرح سے

لاگو ہو گا کیونکہ یہ چیزیں ملک کے خوشحال طبقے کے لیے منگوائی جاتی ہیں اور برآمدات میں ان کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔

(4) **لوہے کی صنعت پر سیلز ٹیکس کی شرح کو بہتر بنانا:** فروری 2013 تک لوہے کی صنعت 7 روپے فی بجلی یونٹ کی مقرر شرح سے سیلز ٹیکس ادا کرتی رہی ہے۔اس شرح کو بغیر کوئی وجہ بتائے گھٹا کر 4روپے فی بجلی یونٹ کر دیا گیا۔ جو کہ عام شرح سے بہت کم ہے۔ لہٰذا ٹیکس کی شرح کو 4 روپے سے دوبارہ 7 روپے فی بجلی یونٹ پر واپس لانے کی تجویز ہے۔ حکومت نے Steel Melters کے نمائندوں کی درخواست پر اُن کی خریداریوں پر لاگو ودہولڈنگ ٹیکس کو بجلی کے بلوں کے ذریعے 1 روپیہ فی بجلی یونٹ کی شرح سے وصول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(5) **تمباکو پر ٹیکسوں کی شرح میں اضافہ:** پاکستان WHO کے Framework Convention on Tobacco Control (FCTC) کا Signatory ہے۔ جس کے تحت تمباکو کی حوصلہ شکنی کے لیے اس کی قیمت اور اس پر لاگو ٹیکسوں میں اضافہ کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ تمباکو پر فنانس بل میں بیان کردہ تفصیل کے مطابق ٹیکسوں میں اضافہ کیا جارہا ہے۔

کسٹمز

جناب اسپیکر!

67۔ اب میں کسٹمز کے حوالے سے کچھ تجاویز پیش کرتا ہوں۔

(1) **Exporters Facilitation:** اس وقت برآمدی شعبے کی سہولت کے لیے 6 اسکیمیں موجود ہیں۔ اسکیموں کی بہتات اور ان میں موجود پیچیدگیوں کے پیش نظر

حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک سادہ اور جامع اسکیم متعارف کروائی جائے جس کے لیے Exporters سے مشاورت کی جا رہی ہے۔

(2) **زیادہ سے زیادہ محصول (ٹیرف) اور محصول کے درجوں میں کمی:**

کسٹم ڈیوٹی کی بلند شرح Trade Liberalization میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے اور آپریشنل سطح پر بدعنوانی کو فروغ دیتی ہے۔ چنانچہ ہماری حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ڈیوٹی کی شرح اور ڈیوٹی Slabs کی تعداد میں کمی کی جائے۔ اس سلسلے میں پہلے قدم کے طور پر Maximum ڈیوٹی کی موجودہ 30 فیصد شرح کو کم کر کے 25 فیصد کیا جا رہا ہے۔ ڈیوٹی Slabs کی تعداد کو بھی 8 سے کم کر کے 6 کیا جا رہا ہے۔ تاہم اُمرا کے زیرِاستعمال Luxury Goods پر اس سہولت کے مساوی ریگولیٹری ڈیوٹی لگائی جانے کی تجویز ہے۔

(3) **درآمدی ڈیوٹی کی کم سے کم شرح:** اس وقت 40 فیصد درآمدات کو کسٹم ڈیوٹی سے مکمل طور پر استثناء حاصل ہے۔ محصولات کی اس بنیادی خرابی کو دور کرنے اور تشخیص و دستاویزیت کو بہتر بنانے کے لیے محصولات میں 0 فیصد کی سطح کو بڑھا کر 1 فیصد کیا جا رہا ہے۔ تاہم سماجی طور پر اہم اشیاء مثلاً پٹرولیم Products ، کھاد اور کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ پر 0 فیصد کی سطح برقرار رکھی جائے گی۔ جس کے لیے کسٹم ایکٹ میں ایک نیا شیڈول ڈالا جائے گا۔

کمیشن برائے ٹیکس اصلاحات:

جناب اسپیکر!

68۔ بجٹ سازی کے لیے کیے جانے والے غور و خوض اور مشاورت کے دوران ہمیں جنرل سیلز ٹیکس کی اصلاحات کے لیے تجاویز موصول ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں مَیں FPCCI اور Business کی دیگر نمائندہ تنظیموں کا مشکور ہوں جنہوں نے یہ تجاویز دی ہیں۔ درحقیقت ملک میں

ٹیکس وصولی کے نظام اور ٹیکس پالیسی کا ازسرِ نو جائزہ لینے اور اس کا گہرائی سے تجزیہ کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ہم اسے ضرورتِ وقت کے مطابق ترتیب دے سکیں۔ چنانچہ ہم نے ملک میں Tax Reforms Commission کے قیام کا فیصلہ کیا ہے جو اس قسم کا تجزیہ اور تحقیق کرے گا۔ یہ کمیشن حکومتی مالیات کے ماہرین، عملی شعبے سے وابستہ لوگوں، کاروباری افراد، ٹیکس سے وابستہ وکلاء اور ریٹائرڈ سرکاری ملازمین پر مشتمل ہو گا۔ اس کمیشن کی تشکیل اور اس کے مقاصد کا اعلان جلد کیا جائے گا۔

حصہ سوم

سرکاری ملازمین،Pensioners اورمزدور بھائیوں کے لیے ریلیف
جناب اسپیکر!

69۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہم ابھی بھی معیشت کو مستحکم کرنے کے دور سے گذر رہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں کفایت شعاری اور سرکاری اخراجات کم کرنے کی ضرورت ہے۔لیکن ہم اپنے محدود وسائل کے اندر رہتے ہوئے ملازمین خصوصاً چھوٹے درجے کے ملازمین کو ہر ممکن حد تک ریلیف فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ اس لیے میں مندرجہ ذیل اقدامات کا اعلان کرتا ہوں۔

(1) تمام وفاقی ملازمین کو یکم جولائی 2014 سے 10 فیصد ایڈہاک ریلیف دیا جارہا ہے۔

(2) گریڈ 1 سے 15 تک 1000 روپے Fixedمیڈیکل الاؤنس حاصل کرنے والے ملازمین کے الاؤنس میں 20 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(3) گریڈ 1 سے 15 تک کے ملازمین کے Conveyance الاؤنس میں 5 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(4) Superintendent کی پوسٹ کو گریڈ 16 سے گریڈ 17 میں اَپ گریڈ کیا جا رہا ہے۔

(5) گریڈ 1 سے 4 کے ملازمین کو ایک Premature increment کی اجازت ہو گی۔

(6) مزدور طبقے کی فلاح اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے پیش نظر کم از کم مزدوری کی شرح 10,000 روپے سے بڑھا کر 12,000 روپے کی جا رہی ہے۔

70۔ گذشتہ سال میں نے کم از کم پنشن 3000 روپے ماہانہ سے بڑھا کر5000 روپے ماہانہ کی تھی جو کہ 67 فیصد اضافہ تھا۔ نچلے درجے کے ملازمین کا خاص خیال رکھتے ہوئے کم از کم پنشن میں مزید 1000 روپے کا اضافہ کرتے ہوئے 6000 روپے ماہانہ مقرر کرنے کا اعلان کر رہا ہوں۔جس کا مطلب ہے کہ کم از کم پنشن کو یکم جولائی 2013 سے دوگنا کر دیا گیا ہے۔
وفاقی حکومت کے بقایا تمام ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں بھی 10 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔

اختتامی کلمات

جناب اسپیکر!

71۔ میں نے اُمید اور عزم پر مبنی بجٹ کا اعلان کیا ہے۔ ہم نے یہ سفر بہت ہی کٹھن حالات میں شروع کیا ہے۔ ایک سال کے کم عرصے کے اندر ہم نے جو کامیابیاں حاصل کی ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ معیشت مستحکم بنیادوں پر کھڑی ہو چکی ہے۔ یہ زیادہ پرانی بات نہیں ہے جب ملکی اور غیر ملکی ہر دو سطح کے کچھ جھوٹے پیشین گوؤں نے یہ اعلان کیا تھا کہ پاکستان کی معیشت جون 2014 کے مہینے میں دیوالیہ ہو جائے گی۔اللہ تعالی کے کرم اور ہماری کاوش سے تمام پیش گوئیاں غلط ثابت ہو چکی ہیں۔

72۔ تمام دیانتدار اور غیر جانبدار سٹیک ہولڈرز قائل ہیں کہ پاکستان میں بالآخر ایک سنجیدہ، شفاف اور بامقصد معاشی ماحول میسر آ چکا ہے۔ یہ کسی بھی ترقی پذیر اور پھلتی پھولتی معیشت کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔ پالیسی بنانا اچھے سگنل دینے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ کیونکہ اصل محنت تو افراد کرتے ہیں۔ الحمدللہ پوری دنیامیں یہ غیر مبہم اور قابل اعتماد سگنل جا چکاہے کہ پاکستان کاروبار کے لیے بہترین ممالک میں سے ہے۔

جناب اسپیکر!

73۔ میں نے اگلے سال کی بجٹ تجاویز اس معزز ایوان کے سامنے رکھ دی ہیں۔ آخر میں میں آپ کے توسط سے ایوان کے قابل احترام ارکان سے صرف یہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے عزم، ہماری نیک نیتی اور قومی اہداف و مقاصد کے ساتھ ہماری لازوال وابستگی پر کامل یقین رکھیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ملک کی تعمیر و ترقی کی فصل صرف امن و استحکام کی فضاؤں میں پروان چڑھتی ہے۔ افراتفری اور انتشار کی آندھیاں پھلوں پھولوں سے لدے باغات کو ویران کر جاتی ہیں۔ ایک عشرے سے دہشت گردی کے الاؤ میں جلتے اس ملک کو امن کی ضرورت ہے۔ سیاسی استحکام کی ضرورت ہے۔ مہذب قومیں اپنے مسائل آئینی ذرائع سے حل کرتی ہیں۔ ہم اصلاح احوال کے لیے ہر اچھی تجویز، ہر مثبت رائے اور ہر تعمیری تنقید کو کھلے دل سے خوش آمدید کہیں گے۔ میں پوری دردمندی سے کہتا ہوں کہ آیئے ہم چوکوں، چوراہوں، سڑکوں اور گلی کوچوں میں مجمع لگانے کے بجائے اس مقدس ایوان میں بیٹھ کر اپنے مسائل حل کریں۔ یہ قوم طویل آمریتوں کی بڑی بھاری قیمت ادا کر چکی ہے۔ افراتفری، فساد اور بدامنی کی کھیتی میں ہمیشہ کانٹے ہی اُگتے ہیں۔ اس قوم کو اب معاف کر دینا چاہیے۔ ہمارے نوجوانوں کو اچھی تعلیم کی ضرورت ہے۔ تعلیم یافتہ افراد کو روزگار چاہیے۔ مزدور کو کام کاج بھی چاہیے اور معقول مزدوری بھی۔ کسان کو اپنے خون پسینے کا معاوضہ چاہیے۔ ہماری خواتین کو تعمیر وطن میں اپنا موثر کردار چاہیے۔ ہماری صنعتوں اور کارخانوں کو ایندھن چاہیے۔ ہماری تاریک بستیوں کو روشنی چاہیے۔ ہمارے دیہات کو زندگی کی بنیادی سہولتیں چاہئیں۔ ہمارے ہاں خستہ حال لوگوں کو دو وقت کی روٹی چاہیے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عالمی برادری میں پاکستان کو ایک باوقار ملک کی حیثیت سے اپنی ساکھ کی بحالی چاہیے۔

یہ سب کچھ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جمہوریت اور ترقی کا سفر جاری رہے، ہم ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے، قدم سے قدم ملائے پاکستان کی سربلندی اور عوام کی ترقی و خوشحالی کی منزل کی طرف آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

74۔ وزیراعظم نواز شریف کو قوم کی اس منزل کا پتہ ہے۔ جس کے حصول کے لیے وہ اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔ یہ وہی منزل ہے جس کا پتہ نہایت وضاحت کے ساتھ بابائے قوم قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ نے 30 اکتوبر 1947 کو لاہور میں ایک جمِ غفیر سے خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ میں بیان کیا تھا:

> "Do not be overwhelmed by the enormity of the task. There is many an example in history of young nations building themselves up by sheer determination and force of character. You are made of sterling material and are second to none. Why should you also not succeed like many others, like your own forefathers. You have only to develop the spirit of a Mujahid, You are a nation whose history is replete with people of wonderful grit, character, and heroism. Live up to your traditions and add to it another chapter of glory."

75۔ شاید علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ بھی ہمیں اپنے اس شعر میں اسی منزل کا پتہ بتا رہے ہیں: ؎

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

جناب اسپیکر!

76۔ میں اپنی تقریر کا خاتمہ اس دعا سے کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان میں اپنے کرم اور معجزوں کا ظہور فرماتا رہے، اور ہمیں ایک خوشحال، طاقتور، خوداعتماد، خود مختار، خوددار اور باوقار ملک اور قوم بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

پاکستان پائندہ باد

☆☆☆☆